ماہنامہ
مجلۃ الحقیقہ
پاکستان
ربیع الثانی ۱۴۲۳ھ / جون 2002ء

توحید اور محبوبان [illegible]

حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

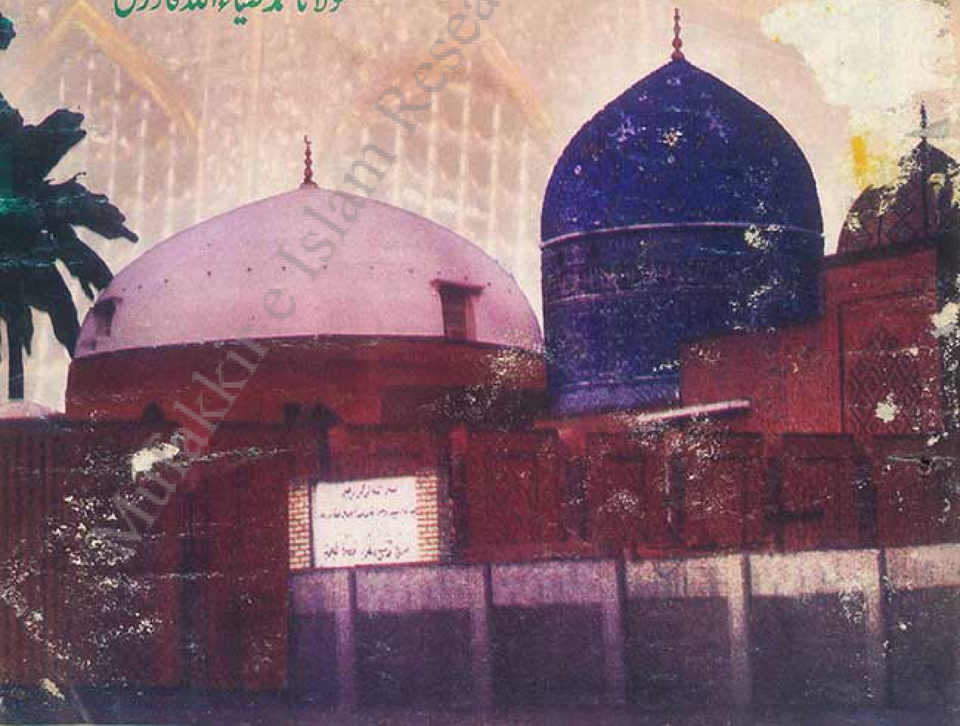
پروفیسر محمد حسین آسی

عقیدہ کی اہمیت

الحاج مفتی محمد امین

غو[illegible]ظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مشائخ عظام اور علماء کرام کی نظر میں

مولانا محمد ضیاء اللہ قادری



حمدِ باری تعالیٰ

مولا مرا عظیم ہے جلَّ جلالہٗ
بے ہمسر و علیم ہے جلَّ جلالہٗ
ممکن نہیں ہو اس کے سوا واجب الوجود
وہ ازلی و قدیم ہے جلَّ جلالہٗ
اپنی ہے اک اُسی کو کماحقّہٗ خبر
اپنا وہی علیم ہے جلَّ جلالہٗ
ہر رحم جس کے رحم کا مظہر جہان میں
ایسا وہی رحیم ہے جلَّ جلالہٗ
اس کی عطا وسیع ہے دونوں جہان پر
اس کا کرم عمیم ہے جلَّ جلالہٗ
کافر جو اس کے کام میں چون وچرا کرے
وہ حاکم و حکیم ہے جلَّ جلالہٗ
مشکل کشا ہیں جس کے گدا گنج بخش بھی
رب میرا وہ کریم ہے جلَّ جلالہٗ
کیا غم شفیع روز جزا بھی ہیں مہرباں
اللہ بھی کریم ہے جلَّ جلالہٗ
مُرشد کا صدقہ بھیجے گا آسیؔ کو خلد میں
جو مالکِ نعیم ہے جلَّ جلالہٗ

نعت سرکارِ دو عالم ﷺ

کیا شان ہے حضور علیہ السلام کی
سلطان انبیاء کی، رُسل کے امام کی ﷺ
جس سے دل و ضمیر کی دُنیا چمک اُٹھی
وہ روشنی ہے سب اسی ماہ تمام کی
حور و ملک تلک ہیں مرے شاہ کے گدا
کون و مکاں ہیں دھوم ہے اس فیض عام کی
اُن کی طلب میں "وقت" سے آگے نکل گئے
گردش ادھر ہی رہ گئی ہر صبح و شام کی
مختار مانتے ہی نہیں جو حضور کو
اُن کو کہاں تمیز حلال و حرام کی
عشق نبی کے نشے نے ہر غم غلط کیا
حاجت نہیں، نہ تھی ہمیں بادہ و جام کی
اے دوست کر تو اُن کی عنایت پہ اعتماد
پھر دیکھ رحمتیں شہ عالی مقام کی ﷺ
خیرالنساء کا صدقہ کوئی بوند اس طرف
آئی لبوں پہ جان ترے تشنہ کام کی
کیا آسیؔ شکر کر سکے شیخ کریم کا
جس نے سکھائی بھیک ترے پاک نام کی

یا ایہا النبی جاھد الکفار والمنافقین واغلظ علیہم

اے نبی جہاد کرو کافروں اور منافقین سے اور ان پر سختی کرو (التوبہ ۷۳)

مجلّہ الحقیقہ

ماہنامہ پاکستان

ربیع الثانی ١٤٢٣ھ جون 2002ء · جلد نمبر 3 · شمارہ نمبر 9

سرپرست اعلیٰ: حضرت علامہ مولانا پروفیسر محمد حسین آسی نقشبندی

مدیر اعلیٰ	مدیر مسئول	مدیر منتظم
شجاعت علی مجاہد	ابوطلحہ نوری	شمس الدین نقشبندی

مجلس مشاورت

صاحبزادہ نور المصطفیٰ رضوی

علامہ شفقات احمد نقشبندی

ڈاکٹر محمد ظفر اقبال نوری · محمد رضاء الدین صدیقی

زیر اہتمام: حاجی اخلاق احمد نقشبندی

مشیر قانون: غلام فرید چوہدری، ایڈووکیٹ ایم اے ایل ایل بی، لاہور ہائیکورٹ · غلام محی الدین خان، ایڈووکیٹ ہائیکورٹ لاہور

زرِ تعاون

پاکستان (فی پرچہ) 10 روپے · سالانہ چندہ (مع ڈاک) -/100 روپے · بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک -/124 روپے

یورپ (فی پرچہ)	1 پونڈ	سالانہ چندہ	10 پونڈ
یو ایس اے (فی پرچہ)	1.5 ڈالر	سالانہ چندہ	15 ڈالر
عرب ممالک (فی پرچہ)	3 ریال	سالانہ چندہ	30 ریال

اشتہارات

سائز	زرِ تعاون
بیرونی ٹائٹل	-/1000 روپے
اندرون ٹائٹل	-/800 روپے
بیرون ہاف ٹائٹل	-/700 روپے
اندرون ہاف ٹائٹل	-/500 روپے

کمپوزنگ: عرفات کمپوزنگ سینٹر، جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو لاہور

عکس الحقیقہ

برائے رابطہ: صوفی محمد آصف نقشبندی، انچارج دفتر الحقیقہ نقش لاثانی نگر شکر گڑھ

پبلشرز: پروفیسر محمد حسین آسی نے احمد دین پرنٹرز داتا مارکیٹ لاہور سے چھپوا کر مرکزی دفتر مجلہ الحقیقہ نقش لاثانی نگر، شکر گڑھ فون نمبر: 451734 (نارووال) سے شائع کیا

کلمۃ الحقیقہ

الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون (یونس-۶۲)

ترجمہ (کنز الایمان)

سن لو! بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم

آؤ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اتباع کریں..........صدرِ پاکستان کا پیغام روزِ میلاد

الحمد للہ! عید میلاد النبی اپنی برکتوں، رحمتوں، بخششوں، شوکتوں، سطوتوں اور عظمتوں کے ساتھ آئی اور عرصہ گیتی پر اپنی روح پرور تابشیں بکھیر کر گزر گئی۔ انسانوں نے فرش زمیں پر خوشیاں منائیں اور فرشتوں نے چرخ بریں پر۔ ساری کائنات اس نور و سرور کے سانچے میں ڈھلی ہوئی محسوس ہوتی تھی اور فکر و نظر کی فضا کوثر کی بارش سے ڈھلی ہوئی لگتی تھی۔ اسی نورانی و وجدانی موقع پر صدر پاکستان نے بھی خواجہ کونین سرور دارین، تاجدار لولاک لما، محبوب و مظہر رب العلیٰ حضور احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات ستودہ صفات کے ساتھ اپنی مومنانہ غلامی اور ایمانی وابستگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اہل اسلام کو پیغام دیا۔ جناب مشرف نے عید میلاد النبی ﷺ کے مبارک دن کے موقع پر پوری قوم اور دنیا بھر میں مسلمانوں کو مبارکباد دی اور کہا کہ

> عید میلاد النبی ﷺ کا مبارک دن ہمارے لئے اپنی زندگیاں حضور ﷺ کی تعلیمات کے مطابق ڈھالنے کے عزم کا اعادہ کرنے کا دن ہے۔ آپ ﷺ دنیا کو جہالت کے اندھیرے سے نکال کر روشنی اور علم کی طرف لائے اور انسانیت کو نیکی کا درس دیا۔ اللہ تعالیٰ نے خود حضرت محمد ﷺ کی ذات اقدس کو پوری انسانیت کیلئے رہنمائی کی مثال قرار دیا۔ صدر نے کہا آئیں حضور ﷺ کی تعلیمات کے مطابق اپنی زندگیاں محبت، امن، برداشت اور باہمی احترام کے اصولوں کے مطابق ڈھالیں اور اپنے دلوں سے ایک دوسرے کیلئے نفرت نکال دیں اور عزم کریں کہ دہشت گردی اور تشدد کے خاتمے کیلئے تمام ممکن کوششیں کی جائیں گی۔ (روزنامہ پاکستان ۱۲ ربیع الاول شریف ۱۴۲۳ھ)

جناب صدر نے جس جذبے کا اظہار کیا ہے اور سرورِ کون و مکاں حضور پرنور ﷺ کی تعلیمات میں ڈھل جانے کی جو تلقین فرمائی ہے۔ یقیناً حق ہے اور لائق تحسین۔ اُن کے بارے میں یہ تاثر جو پھیلایا جا رہا تھا کہ وہ خود کو ایک لبرل مسلمان سے زیادہ کچھ نہیں سمجھتے، ایک داغ تھا جو کافی حد تک ڈھل گیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ مادر پدر آزاد ہونے کے معنی میں مسلمان لبرل ہوتا ہے نہ ہو سکتا ہے۔ اسلام حضور پرنور ﷺ کی غیر مشروط اور غیر محدود غلامی کا نام ہے، اس کا تقاضا یہی ہے کہ بندہ اسوہ حسنہ میں ڈھل جائے یا کم از کم ڈھل جانے کی مخلصانہ آرزو رکھے۔ حق یہی ہے کہ

اسلام اطاعت مصطفیٰ (ﷺ) کا نام ہے۔

ایمان محبت مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کے سوا کچھ نہیں۔

اور **عرفان** آپ ہی کی معرفت کا نور ہے۔

کسی نے خوب عرض کیا ہے۔

ترے ہی نام پر مرنا شہادت اس کو کہتے ہیں!!
ترے کوچے میں ہونا دفن جنت اس کو کہتے ہیں
ریاضت نام ہے تیری گلی میں آنے جانے کا
تصور میں تیرے رہنا عبادت اس کو کہتے ہیں
تجھی کو دیکھنا، تیری ہی سننا، تجھ میں گم رہنا
حقیقت ، معرفت اہل طریقت اس کو کہتے ہیں

تو اے جناب صدر! آپ نے حضور پر نور شافع یوم النشور ﷺ کی غلامی کا دم بھر کے بہت سے شکوک وشبہات کا ازالہ کر کے رکھ دیا ہے اصل میں بُش نہایت ہی منحوس قسم کا بدبخت انسان ہے اور سعودی عرب کے ولی عہد شہزادہ عبد اللہ کی یہ بات بالکل حق ہے جو انہوں نے اس کے سامنے کہی ہے کہ دنیا بھر کے انسان تم سے (یعنی بُش سے) نفرت کرتے ہیں۔ خطرہ محسوس ہو رہا تھا کہ کہیں اُس کی منحوس صحبت کا اثر ہمارے صدر پر بھی نہ ہو گیا ہو اور یہ جو عورتوں سے ہاتھ ملا کر ہمارا صدر خوش ہوتا ہے شاید اسی وجہ سے نہ ہو۔ ہاں جناب صدر! اس قسم کی باتوں سے توبہ کریں اور جو کچھ آپ نے عید میلاد النبی ﷺ کے مبارک موقع پر فرمایا ہے، اسی پر عمل کریں۔ آپ ﷺ کو دنیا بھر کے تمام انسانوں کیلئے بہترین نمونہ قرار دیا گیا ہے تو دل وجان سے اسی نمونے کو کم از کم ہمیں یعنی ہم مسلمان کو پیش نظر رکھنا چاہیئے۔ کائنات کا کونسا مسئلہ ہے جس کا حل اُسوہ حسنہ میں موجود نہیں ہے اور زندگی کا کونسا گوشہ ہے جس کی رہنمائی حضور پر نور ﷺ کی تعلیمات میں نہیں ملتی ہے۔ ہمیں تو چاہیئے تھا کہ خود اپنے ہاں اسلام کو نافذ کرتے۔ اس کی برکات کا مشاہدہ خود کرتے اور دنیا بھر کی اقوام کو مشاہدہ کراتے (ہاں ہاں یہی مقصد تھا تخلیق پاکستان کا جسے حضرت قائد اعظم علیہ الرحمہ بار بار دہرایا کرتے تھے) تاکہ مختلف نظاموں کے ستم رسیدہ انسان آسمان سے اترے ہوئے سچے دستور ومنشور کی جامعیت کو بھی دیکھ پاتے اور اس کی چارہ گری کو بھی۔ مگر افسوس ہم ایسا نہ کر سکے کہ قائد اعظم کو مہلت نہ ملی اور بعد میں آنے والے قائد اعظم علیہ الرحمہ کے سچے وارث نہیں تھے۔ انہیں ملک کے استحکام، قوم کی فلاح اور قائد اعظم علیہ الرحمہ کے جذبات سے کوئی سروکار نہیں تھا۔

جناب صدر! اب آپ کی باری ہے۔ خدارا آپ کچھ کر کے دکھایئے۔ عید میلاد النبی ﷺ اور دوسرے مقدس ایام پر بیان بازی تو وہ بھی کر دیتے تھے۔ مگر ان کا فعل ان کے قول سے متضاد ہی رہا۔ آپ نے بارہا فرمایا کہ میں منافق نہیں ہوں، یقیناً آپ ایسے نہیں، مگر قوم کو تو اس کا عملی ثبوت چاہیئے اور وہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ ۱۲ ربیع الاول شریف کو جو پیغام آپ نے دیا ہے، خود اس پر عمل کریں۔ میں یقین دلاتا ہوں اگر آپ نے اپنے کہے کا پاس رکھا تو قوم پیچھے نہیں ہٹے گی۔ آپ کے خطابات سے ظاہر ہوتا ہے کہ قوم آپ کی گرویدہ ہے۔ اگر ایسا ہی ہے تو آپ پر اپنے پیغام پر عمل کرنے کی ذمہ داری کئی گنا بڑھ جاتی ہے۔

ہاں ہاں! یاد آ گیا لوگوں میں شور مچا ہوا ہے کہ ووٹر کیلئے آپ کی حکومت مذہب کا خانہ، ختم کر رہی ہے۔ خدا کرے یہ جھوٹ ہو۔

لیکن اگر یہ سچ ہے تو عید میلاد کے آپ کے پیغام کے بالکل برعکس ہے، یونہی مخلوط انتخاب کی بات کرنا تو نظریہ پاکستان کی توہین ہے۔ جناب صدر! سوچیے کیا ان باتوں سے کملی والا آقا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) خوش ہوگا؟ یہ بھی بڑے دُکھ کی بات ہے کہ خصوصاً آپ کے دور میں قادیانی اُمت بہت اُچھل کود رہی ہے، آپ کے بارے میں تو ہمیں کوئی غلط فہمی نہیں، مگر آپ نے جن لوگوں کو کلیدی ذمہ داریاں سونپی ہیں، غالباً ان میں سے کچھ لوگ ضمیر فروش بلکہ ایمان فروش بھی ہیں۔ کاش آپ کو ان کی پہچان بھی ہو سکے۔

یا اللہ! ہمارے صدر کو اور ہماری قوم کو اپنے محبوب اکرم و اعظم ﷺ کا سچا غلام بنا۔ آمین

قوم کی بے خبری یا بے حسی:

روزنامہ "اوصاف" مورخہ ۳/مئی ۲۰۰۲ء کی ایک خبر ملاحظہ ہو:-

''اسلام آباد (ثناء نیوز) دنیا بھر کے مقبول ترین مشروب کوکا کولا نے اپنی چار دن کی آمدنی اسرائیل کو دینے کا اعلان کیا ہے اس بات کا انکشاف این بی سی ٹیلی ویژن نے اپنی رپورٹ میں کیا ہے عالمی معیشت پر یہودی لابی کے قبضہ اور بالخصوص ترقی پذیر ممالک سے ملٹی نیشنل کمپنیوں کو حاصل ہونے والی آمدنی بالواسطہ یا بلاواسطہ طور پر اسرائیل کے استحکام کیلئے بروئے کار لائی جاتی ہے جس کی سب سے بڑی وجہ ملٹی نیشنل کمپنیوں کے مالکان کا یہودی ہونا ہے جو اپنے نظریاتی ملک اسرائیل کے استحکام اور بقاء کیلئے ہر قسم کی مالی معاونت کیلئے کوشاں رہتے ہیں این بی سی نے دعویٰ کیا ہے کہ کوکا کولا کی جانب سے اپنی چار دن کی آمدنی اسرائیل کو دی جائے گی جس کے مطابق دنیا بھر کا مقبول ترین مشروب کوکا کولا جس کی ایک دن کی آمدنی کئی بلین ڈالرز بنتی ہے نے ۲ مئی تک کی اپنی آمدنی اسرائیل کو دینے کا فیصلہ کیا ہے اس کے ساتھ ساتھ دنیا بھر میں مقبول ایک اور سافٹ ڈرنک پیپسی کی بھی یہودی ملکیت ہونے کا دعویٰ کیا جاتا رہا ہے۔ بلکہ پیپسی کا نام بھی اپنا ایک ایک پیسہ اسرائیل کے تحفظ کیلئے جمع کرو کی اپیل کو مختصر کر کے بنایا گیا ہے کیونکہ پیپسی انگریزی میں (Pay Each Penny to save Israel) کا مخفف ہے اسلامی دنیا میں عرصہ دراز سے اسلامی تنظیموں کی جانب سے ان مشروبات اور ملٹی نیشنل کمپنیوں کی اشیاء کے بائیکاٹ کی مہم چلائی جاتی رہی ہے۔ مگر ان کمپنیوں کی جانب سے اپنے طاقتور اشتہاری مہمات کی وجہ سے بچے بچے کی زبان پر ان اشیاء کا نام ہے بالخصوص کوکا کولا اور پیپسی جیسے مشروبات مہذب طرز زندگی کا ایک لازمی جزو بن چکی ہے مگر ان کمپنیوں کی جانب سے اسرائیل کے ساتھ اپنی جذباتی وابستگی کے کھلے عام اعلان کے بعد کیا ہم فلسطینیوں پر حملوں کیلئے استعمال ہونے والے اسلحے کی قیمت اپنی جیب سے تو ادا نہیں کر رہے ہیں؟

پوری ملت اسلامیہ کو اس صورت حالت کا نوٹس لینا چاہیئے اور اس قسم کی مشروبات سے بائیکاٹ کر کے اپنی غیرت کا عملی مظاہرہ کرنا چاہیئے۔ کتنے دُکھ کی بات ہے کہ ہمیں ابھی تک یہ بھی معلوم نہیں ہوا کہ ہمیں کیا پلایا جا رہا ہے اور اس کے مقابلے میں ایسا کوئی مشروب نہیں جو اسلام کے مفاد کیلئے ہو یا کم از کم مسلمانوں کے مفاد میں ہو۔

اس موقع پر میں **بزم لاثانی** کے معزز ارکان اور **تحریک شیران اسلام** کے جوانوں سے پُرزور اپیل کرتا ہوں کہ ایسی مشروبات کا ہر قیمت پر بائیکاٹ کریں۔ (شکریہ)

توحید اور محبوبانِ خدا کے کمالات

پروفیسر محمد حسین آسی

(قسط نمبر ۱۸)

(اس مضمون کی گزشتہ قسط تو ربیع الاول شریف کی بنا پر ساری کی ساری جملہ معترضہ کے طور پر تھی لہذا موجودہ قسط کے مضمون کا ربط قسط نمبر ۱۶/الحقیقہ۔۔اپریل ۲۰۰۲ء سے ہے)

بات ہو رہی تھی پکارنے کی کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جن کے ایمان کو باقی امت کیلئے معیار قرار دیتے ہوئے رب تعالیٰ نے اپنی آخری و ابدی کتاب میں اعلان فرمایا:

فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا

(البقرہ ۱۳۷)

ترجمہ: پھر اگر وہ بھی یونہی ایمان لائیں جیسا تم لائے، جب تو وہ ہدایت پا گئے۔ (کنزالایمان)

ہر رنج و راحت میں حضور پرنور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پکارتے رہے اور "یا" کہہ کر اپنے عقیدہ رسالت کا اظہار کرتے رہے، پھر اُنہوں نے یہی ذوق و شوق، یہی طرز وفا اور یہی انداز عمل اپنے شاگردوں اور وارثوں میں یعنی تابعین میں منتقل فرمایا، چنانچہ اُن سے تبع تابعین تک اور پھر اُن سے آگے چلتے چلتے بعد میں آنے والے اہل ایمان تک پہنچتا رہا۔ اور اب تک یہ سلسلہ جاری ہے۔ کتنے تعجب کی بات ہے، توحید سے اپنی وابستگی کا اظہار کیا تو اللہ کی کبریائی کا نعرہ لگا کر یعنی

اللہ اکبر

(ترجمہ۔ اللہ سب سے بڑا ہے) کہہ کر۔

یعنی یا اللہ کہہ کر نہیں کتنی سیدھی سی بات ہے، کہ اس کے بعد نعرۂ رسالت ہوتا تو محض رسالت کا ذکر کافی تھا یعنی محمد رسول اللہ کہنے سے نعرہ لگ سکتا تھا۔ مگر اُمت میں اگرچہ کلمہ، توحید میں تو یہی انداز قائم رہا۔ یعنی لا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہہ کر عقیدہ توحید کا اور ساتھ ہی مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہہ کر عقیدہ رسالت کا اقرار کیا جائے مگر جذبات کے اظہار کے وقت اللہ کی توحید و کبریائی کا ذکر تو اکثر حرف ندا کے بغیر ہی رہا لیکن نعرہ رسالت میں "یا" کہہ کر پکارنے کا اہتمام کیا گیا۔ اس میں کیا کیا حکمتیں ہیں خدا جانے اور اس کا حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جانے مگر ایک بات تو زمانے کے تغیر و تبدل نے بالکل واضح کر دی ہے۔ موجودہ زمانے کے منافقین نے اسلام دشمن قوتوں کا آلہ کار بن کر جس طرح امت کا رابطہ اس کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کاٹنے کی گوناں گوں

کوششیں کی ہیں، پہلے دور میں نہیں ہوئیں اور نہیں ہو سکیں۔ اگر چہ ہر دور کا منافق فطری طور پر اور بنیادی طور پر عظمتِ رسول ہی کا باغی رہا ہے مگر اس سے پہلے اُسے کبھی ایسی آزادی نہیں ملی تھی۔ اور اس طرح کھل کر اپنی منافقانہ و باغیانہ روش کے اظہار کی جرأت نہیں ہوئی تھی۔ صدرِ اوّل میں تو منافقین آپس میں اجلاس اور باہمی صلاح مشورے تک محدود تھے مگر اِدھر کسی مسلمان سے کوئی بات سو سو پردے میں چھپا کر کر رہے ہیں اور اُدھر آیات ان کے رد میں نازل ہو رہی ہیں۔ پردہ چاک ہو جاتا اور اپنی سازشوں کے جال میں منافق خود ہی گھر جاتے۔ علم غیب کے خلاف کوئی بات کر بیٹھا تو آیات خداوندی نے اسے ذلیل کر ڈالا اور کسی اور کمال کے خلاف لب کشائی کی تو رسوا کر دیا گیا۔ جب تک اسلام کا غلبہ رہا اکثر و بیشتر منافق بے بسی میں رہے۔ مگر اب نصرانیت کا غلبہ ہے۔ اب کفر اپنے آہنی پنجوں کے ساتھ اسلام کو جکڑنے کی کوشش کر رہا ہے، اب مسلمانوں کو اسلام سے برگشتہ کرنے کے نئے نئے ورلڈ آرڈر ترتیب دیئے جا رہے ہیں، اب دشمنوں کے غلبے کا یہ حال ہے اسلام کے مطلع اوّل کی حفاظت بھی اسلام کے انہیں ازلی دشمنوں سے کرائی جا رہی ہے۔ اور صورتِ حال کی اس خرابی کا آغاز چند سالوں سے نہیں چند صدیوں سے ہو چکا ہے اب منافقوں کی درسگاہیں ہیں، یونیورسٹیاں ہیں، اپنی تفسیریں ہیں کتب خانے ہیں جو چاہیں لکھیں، جو چاہیں بکیں۔ جس دستِ غیب نے مرزا قادیانی جیسا کانا نبی تیار کیا، اُسی نے منافقین کے مختلف گروہ تیار کر لئے۔ اس صورتِ حال میں نبی اکرم حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ امت کا رابطہ کیونکر مضبوط ہوتا، جب کہ بڑے بڑے شیخ الحدیث، عالم و فاضل مجاہد اور پروفیسر کہلانے والے اس رابطے کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں اور شور مچا رہے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سنتے نہیں، دیکھتے نہیں، کسی کا حال جانتے نہیں، کسی کی مدد نہیں کر سکتے، کسی کے کام نہیں آ سکتے بلکہ (معاذ اللہ) زندہ بھی نہیں۔ منافقت کے اس بے ہنگم شور میں جہاں کان پڑی آواز سنائی نہیں دیتی، مسلمان اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام لیتا ہے، اُنہیں پکارتا ہے، ان سے فریاد کرتا ہے، خیال ہی خیال میں اُن کے دروازے پر صدا دیتا ہے، دل ہی دل میں حضوری کے مزے لیتا ہے "جسم ہو کہیں میرا دل تو ہے مدینے میں" جیسے گیت گاتا ہے تو اسے سب کچھ مل جاتا ہے۔ مجدد ملت اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ نے اسی صورتِ حال کی ترجمانی کرتے ہوئے فرمایا ہے۔

اُن کے نثار، کوئی کیسے ہی رنج میں ہو
جب یاد آ گئے ہیں، سب غم بھلا دیے ہیں

اور حکیم الامت علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی اسی پس منظر میں فرمایا تھا

دوپہر کی آگ میں وقت درود ہقان پر
ہے پسینے سے نمایاں مہر تاباں کا اثر
جھلکیاں اُمید کی آتی ہیں چہرے پر نظر
کاٹ لیتا ہے مگر جس وقت محنت کا ثمر
یا محمد ﷺ کہہ کے اُٹھتا ہے وہ اپنے کام سے
ہائے کیا تسکین اُسے ملتی ہے تیرے نام سے

سوچئے دَورِ حاضر کی فکری زبوں حالی کی پیش بندی کیلئے یہ کتنا ضروری تھا کہ امت کو "یا" پر جما دیا جائے اور اُن کے رگ وریشہ میں نعرۂ رسالت پیوست کر دیا جائے۔ چنانچہ اس تدبیر نے رنگ دکھایا اور دشمنوں کی ہزار ہا سازشوں کے باوجود الحمدللہ مجموعی طور پر اُمت کا رابطہ اپنے نبی کریم رؤف رحیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے قائم ہے۔ اور جس طرح جنگِ یمامہ میں مسلمانوں کی پہچان نعرۂ رسالت سے ہوتی تھی (جیسا کہ قسط نمبر ۱۶ میں گزرا) آج بھی سچے مسلمان کی یہی پہچان ہے۔

اس بات کو اپنے بیگانے، دوست دشمن سب جانتے ہیں کہ اگر اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے رابطہ رہا تو امت کا ایمان وعرفان، توحید وتفرید سب کچھ محفوظ ہے اور اگر خدانخواستہ یہی رابطہ نہ رہا تو کچھ بھی محفوظ نہیں۔ صرف توحید مقصود نہیں بلکہ ایمان اپنی پوری تفصیلات کے ساتھ مطلوب ہے۔ قرآن پاک میں **اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا** (وہ جو ایمان لائے) تو بار بار آیا ہے مگر **اَلَّذِیْنَ وَحَّدُوْا** (جنہوں نے توحید اختیار کی) کہیں نہیں آیا۔ اور ایمان جو مقصود ومطلوب ہے اس کی جان بھی یہی عقیدۂ رسالت ہے۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

اللہ کی سر تا بقدم شان ہیں یہ
ان سا نہیں انسان، وہ انسان ہیں یہ
قرآن تو ایمان بتاتا ہے انہیں
ایمان یہ کہتا ہے مری جان ہیں یہ

حکیم الامت اقبال علیہ الرحمہ بارگاہِ رسالت میں عرض کرتے ہیں۔

شوق ترا اگر نہ ہو میری نماز کا امام
میرا قیام بھی حجاب، میرا سجود بھی حجاب

بلکہ اس سے بھی آگے

بلکہ اور آگے

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر باو نرسیدی تمام بولہبی است

بلکہ نگاہِ عشق ومستی سے دیکھتے میں تو اس سے بھی آگے

وہ دانائے سبل ختم الرسل، مولائے کل جس نے
غبارِ راہ کو بخشا فروغِ وادیٔ سینا

یہ تو تھا فیصلہ ایمان کا آگے چلئے

نگاہِ عشق ومستی میں وہی اوّل وہی آخر
وہی قرآن، وہی فرقاں، وہی یٰسیں، وہی طٰہٰ

بلکہ بارگاہِ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں تو یہ بھی عرض کرتے ہیں

تیری الفت کی اگر ہو نہ حرارت دل میں
آدمی کو میسر نہیں انساں ہونا!

ہاں ہاں! محبوب خدا علیہ التحیۃ والثناء کے ساتھ ہی رابطہ ایمان ہے اور اس کے مقابلے میں عبادات کی کوئی حیثیت نہیں بلکہ جتنی بھی عبادات فرض ہیں، ایمان سے مشروط ہیں یعنی ایمان والے پر فرض ہیں۔ ورنہ نہیں۔ خدانخواستہ کسی کا سینہ نورِ ایمان ہی سے خالی ہو تو اس پر کوئی عبادت فرض نہیں۔ کسی بھی فقہ کی کتاب پڑھنے سے پہلے قرآن پاک ہی کو دیکھ لیں جہاں بھی کسی عبادت کے فرض ہونے

کا ذکر ہے، پہلے ایمان کا حوالہ ہے۔ مثلاً

(۱) اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ۝ (النساء۔۱۰۳)

ترجمہ۔ بیشک نماز مسلمانوں پر وقت بندھا ہوا فرض ہے۔

(کنزالایمان)

(۲) یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ۔ الخ۔ (البقرہ۔۱۸۳)

ترجمہ۔ اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے۔

بلکہ اکثر و بیشتر وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ (اور جنھوں نے نیکیاں کیں) سے پہلے اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا (جو ایمان لائے) کا ذکر ہے۔ گویا ایمان ہو تو فرائض لاگو ہوتے ہیں اور ایمان ہو تو نیکیاں قبول ہوتی ہیں اب پھر اُسی بات کی طرف آیئے، ایمان کیا ہے؟ حضور پُر نور شافعِ یوم النشور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دل کا غلامانہ تعلق۔ تو دورِ آخر میں چونکہ ایسے منافق پیدا ہونے والے تھے جو اس تعلق کے دشمن اور یوں ایمان اور جانِ ایمان کو دلوں سے نکالنے کی کوشش کرنے والے ہوں اس لئے نبی کریم علیہ التحیۃ والسلام سے رابطہ امت قائم رکھنے کیلئے ضروری تھا کہ روزِ اول ہی سے وہ انہیں ہمیشہ زندہ قریب، سمیع، بصیر، مختار، متصرف، حاجت روا، سراپا کرم، سراپا عطا، مشکل کشا سمجھے۔ اگر امت ایسا نہ سمجھے گی تو تعلق کیونکر سے قائم رہے گا یا رہ سکتا ہے۔ سوچئے، اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے القاب کا ذکر کرتے ہوئے کیا یہ نہیں فرمایا۔

بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ۝ (التوبہ۔۱۲۸)

ترجمہ۔ مسلمانوں پر کمال مہربان ہیں۔ (کنزالایمان)

اب خیال فرمایئے کیا یہاں مومنین سے مراد مدینہ منورہ کے لوگ ہی ہیں یا سب اہل ایمان۔۔ معاذ اللہ اگر یہاں مدینہ منورہ یا گلی محلے کے لوگ ہی مراد ہوں تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ ایمان والے صرف مدینہ منورہ میں ہوں یا اس کے کسی گلی کوچے تک ہی محدود ہوں۔ ظاہر ہے کوئی یہ مراد نہیں لیتا اور اگر اس سے مراد سب اہل ایمان ہیں جو دنیا کے ہر ہر خطے میں ہیں تو فرمایئے کیا حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُن پر رحم فرماسکتے ہیں۔

جب تک زندہ نہ ہوں

جب تک سمیع و بصیر نہ ہوں اور سب کی مشکلات کا علم نہ رکھیں

جب تک قریب نہ ہوں

جب تک مختار و متصرف نہ ہوں (یعنی اُن کی مشکلیں حل کرنے اور اُن کی حاجتیں پوری کرنے کے اختیارات نہ رکھیں اور ایسے خزانوں کے مالک نہ ہوں جن سے سب مومنوں کی کفالت فرماسکیں۔

صرف مومن ہی کیا، اللہ سب کا خالق ہے تو یہ محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وجہ تخلیق ہے کوئی ذرہ اللہ رب العالمین کی ربوبیت سے بے نیاز نہیں ہے تو بیشک وہ محبوب رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحمت سے بھی بے نیاز نہیں۔ اللہ سب کو عطا فرماتا ہے تو اسی محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صدقہ عطا فرماتا ہے۔ یہ محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب کو نوازتا ہے تو اُسی اللہ کے فضل سے نوازتا ہے اس اللہ کا فضل بھی غیر محدود ہے تو اس کے فضل سے

محبوب کا فضل بھی غیر محدود ہے۔ اس اللہ کا اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر فضل عظیم ہے اور اس پر قرآن پاک گواہ ہے۔

وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ○ (النساء۔ ۱۱۳)

ترجمہ۔ اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔

چنانچہ اللہ کا اپنے محبوب عظیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایسا فضل عظیم ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضل عظیم سے سب مومنین بھی فیض پا رہے ہیں اور غیر مومن بھی اپنے اپنے ظرف کے مطابق، اپنی اپنی ضرورت کے مطابق، ماننے والے بھی اور نہ ماننے والے بھی۔ یعنی جو سمجھتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دیتے ہیں، انہیں بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دیتے ہیں اور جنہیں انکار ہے انہیں بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی دیتے ہیں، کیونکہ سارا فضل عظیم تو ان کے پاس ہیں۔ اللہ کے بعد ان کے سوا کوئی سب کا داتا اور حاجت روا ہی کہاں ہے کہ کسی کے کام آسکے، ہاں ہاں رب العلمین ایک ہے تو رحمۃ للعالمین بھی ایک ہے۔ گویا حقیقت میں دینے والا بھی ایک ہے اور اس ایک دینے والے کے دینے سے آگے دینے والا یا یوں کہہ لو دلانے والا بھی ساری خدائی میں ایک ہے۔ وہ ایک سب کا رب ہے، یہ ایک سب کا وسیلہ ہے۔ اعلیٰ حضرت نے کیا خوب فرمایا۔

اس کی بخشش ان کا صدقہ
دیتا وہ ہے، دلاتے یہ ہیں
رب ہے معطی یہ ہیں قاسم
رزق اس کا ہے کھلاتے یہ ہیں

اس ایک سے کچھ لینے کیلئے، اس ایک کا وسیلہ و ذریعہ ضروری ہے اس ایک سے تعلق قائم ہوا تو اُس ایک سے بھی قائم ہو جائے گا۔ اور اس ایک سے قائم رہا تو اُس ایک سے بھی قائم ہو جائے گا۔ لہٰذا اس ایک سے تعلق قائم رکھنے کیلئے یہ اہتمام کیا گیا کہ اسے پکارو تو ''یا رسول اللہ'' ''یا حبیب اللہ'' کہہ کر پکارو تا کہ اس محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب ومجیب، سمیع وبصیر، حامی وناصر، حاضر وناظر ہونے کا عقیدہ کبھی دل سے اوجھل نہ ہو سکے یا کبھی کمزور نہ ہو سکے اور ظاہر ہے جب تک امت اس عقیدے پر جمی رہی تو اس محبوب کے رب کے بارے میں کبھی کسی غلط فہمی کا شکار نہیں ہوگی۔

منکر ''توحید'' کے محافظ یا خیر خواہ نہیں۔ اگر توحید مومن کی منزل مقصود ہے تو منافق کا اصل ٹارگٹ بھی یہی ہے۔ وہ اسی توحید کو ختم کرنا چاہتا ہے کیونکہ یہ مرد مومن کی ماورائی قوتوں کا منبع ہے، منافق جو در اصل بیرونی اسلام دشمنوں کا آلہ کار ہے اسے کیونکر برداشت کر سکتا ہے، اس کیلئے ختم کرنے کے عیارانہ انداز اختیار کرتا ہے۔ یعنی جس ذات کے دروازے سے توحید کا عقیدہ ملا ہے، اس سے تعلق ختم کر دو یا کم از کم کمزور کر دو، پھر کیا ہوگا توحید کا نور بھی ان کے اندر سے ختم ہو جائے گا یا کم از کم کمزور ہو جائے گا۔ لہٰذا وہ پہلے پہل اس ذات پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کمالات کا انکار کراتا ہے اور کراتا ہے بظاہر توحید کا نام لے کر۔ چنانچہ دیکھئے جہاں جہاں حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بخشی ہوئی توحید ہے وہاں وہاں اللہ کی ذات پر ایمان کتنا مضبوط ہوتا ہے اور جہاں جہاں ان

منافقین کی دی ہوئی توحید ہے وہاں لڑائی جھگڑوں کے سوا کیا رہ گیا ہے۔ جہاں اس قسم کی توحید، وہاں اللہ کی ذات پر کتنا توکل ہوتا ہے، اللہ کی ذات سے کتنی محبت ہے، وہاں حق و صداقت کا کتنا راج ہے، وہاں اسلام سے کتنا پیار ہے اور اللہ کی مخلوق سے کتنا پیار ہے۔ بقول اقبال

زندہ قوت یہی توحید تھی دنیا میں کبھی
اور اب کیا ہے فقط اک مسئلہ علم کلام

توحید زندہ تھی تو مرد مؤمن کا شعور، اللہ کی ذات پر بھروسہ اور اعلیٰ اخلاقی اقدار کا پاس زندہ تھا۔ اور یہ توحید زندہ محبوب اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر کیمیا اثر کا فیض ہے اور اہل محبت کے روئیں روئیں میں جلوہ گر ہے۔ جہاں وہابی ہے، وہاں عیاری و مکاری کے سوا کیا رہ گیا ہے۔ اس بات کا کہیں پہلے بھی وضاحت آ گئی ہوگی کہ کمالات نبوت دراصل کمالات توحید کا آئینہ ہیں اور دلیل۔۔ جب دلیل ہی کو کسی بہانے کمزور کرنے کی کوشش کی جا رہی ہو تو دعویٰ کو سمجھنا مشکل تر ہوتا جائے گا اور اس پر یقین کرنا دشوار تر۔ مختصر یہ کہ توحید اور ایمان بچانے کیلئے امت کا رابطہ ضروری ہے اور اس رابطے کو مضبوط کرنے کیلئے یہ عقیدہ از حد ضروری ہے کہ نبی امت سے روحانی و نورانی طور پر دُور نہیں، اس کا معین و مددگار ہے اور حاضر و ناظر ہونے کے ساتھ ساتھ خدا کے فضل سے کائنات بھر کا مالک و مختار بھی ہے۔ اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں ان تمام عقائد و تصورات کو مضبوط کرنے کیلئے ضروری تھا کہ "یا" کہہ کر محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پکارنے کا انداز نہایت مضبوطی سے قائم رکھا جائے۔ لہٰذا انقلابات کے زور شور کے باوجود کوئی قوت اس ندائے غلامانہ کو یعنی

یا رسول اللہ!
یا حبیب اللہ!
یا رحمۃ للعلمین کو ختم نہیں کر سکی۔



احکام شریعت کی مکمل پابندی کرنیوالا گاؤں

مصنوعی زندگی کے اس پُر آشوب دور میں خان گڑھ سے صرف تین کلو میٹر دور شاہ جمال روڈ پر واقع "منڈھیری والا" پر احکام شریعت کی پیروی میں لوگوں نے اپنے ٹی وی سیٹ توڑ ڈالے ریڈیو پر صرف خبریں سنی جاتی ہیں۔ مکینوں نے اپنے ٹریکٹروں کے سپیکرز بھی توڑ دیے ہیں۔ منڈھیرا فیملی کا کوئی کم عمر نوجوان ہو یا قریب المرگ بوڑھا آپ کو داڑھی کے بغیر نہیں ملے گا۔ منڈھیرا برادری کے سربراہ صوفی پیر بخش نے کہا کہ قبیلہ کی کوئی خاتون بغیر وضو کھانا نہیں پکاتی انہوں نے آئندہ انتخابات میں بھی صوم وصلوٰۃ کے پابند اُمیدوار کو ووٹ دینے کا اعلان کیا ہے۔

(روزنامہ آواز 02-5-30)



حضور سیدنا غوث اعظم

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

پروفیسر محمد حسین آسی

وہ کیا مرتبہ اے غوث ہے بالا تیرا
اونچے اونچوں کے سروں سے قدم اعلیٰ تیرا

تمہید = پانچویں صدی ہجری میں اسلامی تعلیمات نازک صورت حال سے دوچار تھیں۔ دوسری زبانوں سے مختلف علوم کی کتابوں کے ترجمے عربی میں ہو رہے تھے اور فلسفیانہ بھول بھلیوں کی وجہ سے ذہنوں میں شکوک وشبہات بڑھ رہے تھے۔ عقل پرستی لوگوں کو فلسفہ یونان کا عاشق بنا رہی تھی۔

علاوہ ازیں شیعیت زور پکڑتی جا رہی تھی اور دولت کی ریل پیل نے رہی سہی کسر نکال کر فسق وفجور کی راہیں کھول دی تھیں۔

ان حوصلہ شکن حالات میں جس عظیم شخصیت نے علم وعمل کی بہترین صلاحیتوں سے آراستہ ہو کر ملتِ اسلامیہ کی رہنمائی فرمائی اس کا نام نامی

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہے اسی بنا پر آپ کو محی الدین (دین کو از سر نو زندہ کرنے والا) کہا جاتا ہے۔ درج ذیل سطور میں آپ ہی کے ذکرِ خیر کی سعادت حاصل کی جا رہی ہے

نسبی شرافت اور ولادتِ باسعادت =

حضور غوث پاک حضرت سیدنا عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یکم رمضان ۴۷۰ھ (بمطابق ۸، مارچ ۱۰۷۷ء) کو ایران کے صوبہ گیلان جسے جیلان جیل یا کیل بھی کہا گیا ہے کے ایک چھوٹے سے قصبے نیف یا بشتیر میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد حضرت ابوصالح جنگی دوست حسنی سیّد تھے اور والدہ ماجدہ ام الخیر سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں سے تھیں اس طرح ہمارے غوث پاک حسنی اور حسینی برکات کے جامع بن

> آپ کے والد ماجد حضرت ابوصالح جنگی دوست حسنی سیّد تھے اور والدہ ماجدہ ام الخیر سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں سے تھیں اس طرح ہمارے غوث پاک حسنی اور حسینی برکات کے جامع بن گئے۔

گئے۔ اعلیٰحضرت فاضل بریلوی قدس سرہ نے اس نسبی شرافت کا مخصوص عاشقانہ ووالہانہ انداز میں یوں بیان فرمایا ہے۔

نبوی مینہ ، علوی فصل ، بتولی گلشن
حسنی پھول، حسینی ہے مہکنا تیرا
نبوی ظل، علوی برج، بتولی منزل
حسنی چاند، حسینی ہے اُجالا تیرا
نبوی خور ، علوی کوہ ، بتولی معدن
حسنی لعل حسینی ہے تجلا تیرا

ولادت کی رات حضور سرورِ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام چند صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ آپ کے والدِ ماجد کے خواب میں تشریف لائے اور فرمایا۔

''اے ابوصالح! تجھے اللہ تعالیٰ نے ایک صالح بچہ عطا فرمایا، وہ اللہ کا اور میرا محبوب ہوگا۔''

فطری تقویٰ = اس زمانے میں بھی احترام شریعت کا یہ حال تھا کہ آپ نے کبھی دن کے وقت دودھ نہ پیا۔ چنانچہ یہ بات گردونواح میں پھیل گئی اور ابر آلود موسم میں بعض اوقات آغاز رمضان یا عید کا فیصلہ آپ کے دودھ پینے یا نہ پینے سے کیا جاتا۔

''بیٹے! طالبانِ حق، اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے حضور دست طلب نہیں پھیلاتے۔''

بچپن اور حصولِ علم = بچپن میں بھی آپ کو کھیل کود سے قطعاً لگاؤ نہ تھا۔ اگر کبھی کسی کھیل کا ارادہ فرماتے بھی تو غیب سے آواز آتی **اِلَیَّ یَا مُبَارَکُ** (اے برکت والے میری طرف آ) چنانچہ آپ نے پوری توجہ حصول علم کو دی۔ گھر میں قرآن پاک حفظ کیا اور ابتدائی تعلیم حاصل کی پھر گیلان کے مدرسے میں داخل ہو گئے۔ اس دور میں فرشتے ساتھ ساتھ چلتے تھے اور مکتب میں تشریف فرما ہو جاتے تو وہ دوسرے لڑکوں سے کہتے ''اللہ کے ولی کو

ابر آلود موسم
میں بعض اوقات آغازِ
رمضان یا عید کا فیصلہ آپ کے
دودھ پینے یا نہ پینے سے کیا جاتا۔

بیٹھنے کیلئے جگہ دو''۔

اس دوران آپ کے والد ماجد قدس سرہ بھی وصال فرما گئے تھے۔ (غالباً ۴۸۱ھ میں) ان کے بعد بھی آپ سات سال اپنے علاقے ہی میں زیر تعلیم رہے۔

۴۸۸ھ میں ایک غیبی اشارہ پاکر آپ نے مزید علم حاصل کرنے کیلئے اپنی والدۂ ماجدہ (جن کی عمر اب اٹھتر برس ہو چکی تھی) سے بغداد جانے کی اجازت مانگی۔ انہوں نے بڑی فراخدلی سے

اپنے نور نظر کو ایک قافلے کے ساتھ چالیس دینار دے کر روانہ کر دیا اور ہر قیمت پر سچ کہنے کی تلقین فرمائی۔ (یہ بھی بتا دیا کہ اب ماں بیٹے کی ملاقات قیامت کے دن ہی ہوگی)

ڈاکوؤں کا حملہ = یہ قافلہ ہمدان کے قریب پہنچا تو

> **شیخ ابو سعید قیلوی**
> ذکر کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ اور دیگر انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو کئی دفعہ سیدنا شیخ عبدالقادر علیہ الرحمہ کی مجلس میں دیکھا ہے کیونکہ آقا غلام کو اپنی آمد سے عزت بخشتا ہے

ساٹھ ڈاکوؤں نے کمین گھات سے نکل کر حملہ کر دیا مگر آخر آپ کی حق گوئی سے متاثر ہو کر سب کے سب تائب ہو گئے۔ (یہ مشہور قصہ ہے اس لئے تفصیل کی ضرورت نہیں۔)

بغداد میں ورود = چار سو میل کا یہ سفر طے کر کے آپ ۴۸۸ھ (یا ۱۰۹۵ء) بغداد میں وارد ہوئے اور اس دور کی سب سے بڑی یونیورسٹی مدرسہ نظامیہ میں داخلہ لے لیا۔ چالیس دینار تو جلدی ختم ہو گئے۔ اب آئی نوبت فاقوں کی۔ کتنے ہی دن تک کوئی چیز میسر نہ آئی۔

کٹائی کا موسم آیا تو طلبا حسب دستور قریب کی بستی یعقوبا میں زمینداروں سے اناج وغیرہ مانگنے کیلئے روانہ ہوئے تو ان کے اصرار پر آپ بھی ساتھ ہو لئے وہاں کے ایک بزرگ حضرت شریف یعقوبی علیہ الرحمہ نے آپ کو دیکھا تو فرمایا۔ ''بیٹے! طالبان حق، اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے حضور دست طلب نہیں پھیلاتے۔''

طالب علمی کا یہ آٹھ سالہ دور اتنا کٹھن تھا کہ ایک دفعہ خود فرمایا۔ طالب علمی کے زمانے میں ایسی ہولناک سختیاں میں نے جھیلی ہیں کہ اگر وہ پہاڑ پر پڑتیں تو وہ بھی پھٹ جاتا۔

ایک بار ایسا شدید قحط پڑا لوگ درختوں کے پتوں اور گھاس یا سبزے پر لپک پڑتے۔ حضور بھی کسی ایسی چیز کے لئے دجلہ کی طرف نکل جاتے مگر پھر لوگوں کا ہجوم دیکھ کر واپس چلے آتے۔ ایک دفعہ کسی ذریعے سے نان حلوا میسر آیا تو ایک کاغذ کے ٹکڑے پر لکھا دیکھا۔ خدا کے شیر دنیا کی لذتوں سے بے نیاز ہوتے ہیں، آپ نے اسے بھی صدقہ کر دیا۔

بیعت وخلافت = تحصیل علم سے فارغ ہونے کے بعد، آپ نے بغداد سے باہر کسی صحرا میں زندگی کے باقی دن گزارنے کا پروگرام بنا لیا۔ چنانچہ قرآن پاک ساتھ لے کر ابھی آپ تھوڑی دور ہی گئے تھے کہ ایک غیبی آواز نے واپسی پر مجبور کر دیا۔ اسی اثناء میں حضرت حماد بن مسلم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں آنا جانا شروع کیا۔ وہ ایک کامل ولی اللہ تھا۔ ان کے سخت ترین امتحانات کے باوجود آپ کے پائے استقلال میں کوئی لغزش نہ آئی۔ ان صحبتوں کا نتیجہ یہ نکلا کہ آپ کے دل میں عشق الٰہی کی آگ روشن ہوئی اور آپ پچیس سال تک عراق کے جنگلوں میں گھومتے رہے۔ ایسے ایسے مجاہدے کئے جن کی مثال نہیں ملتی۔ مثلاً ایک سال

گر پڑی چیزیں کھاتے مگر پانی نہ پیتے، دوسرے سال پانی پیتے مگر گری پڑی چیزیں نہ کھاتے اور تیسرے سال نہ کھاتے، نہ پیتے نہ سوتے۔ ننگے پاؤں کانٹوں پر چلتے اور جو ہولناک امر ہوتا، اختیار فرماتے۔

ایک دفعہ بغداد کے باہر ایک برج میں مسلسل گیارہ سال چلہ کشی کی۔ آخری چلے میں آپ نے عہد کرلیا تھا کہ اس وقت تک

حاضرین مجلس کی تعداد قریباً ستر ہزار ہوا کرتی تھی۔ آپ کرسی پر رونق افراز ہوتے تو کوئی شخص نہ لعابِ دہن پھینکتا، نہ ناک صاف کرتا، نہ کلام کرتا، نہ اُٹھ کر وسط مجلس میں جاتا دور ونزدیک آپ کی آواز یکساں پہنچتی تھی

کچھ نہ کھاؤں پیوں گا جب تک کوئی اپنے ہاتھ سے نہ کھلائے۔ چنانچہ یہ قسم حضرت شیخ ابوسعید مبارک مخزمی علیہ الرحمۃ کے ہاتھوں پوری ہوئی۔ آپ فرماتے ہیں۔ "شیخ کے ہاتھ سے جو لقمہ میرے منہ میں پہنچتا تھا، اس سے میرے دل میں نور معرفت پیدا ہوتا تھا۔"

شیخ کے ہاتھ پر آپ نے بیعت بھی کرلی۔ تزکیہ نفس تو پہلے ہی مکمل تھا، شیخ نے اُسی وقت خرقہ خلافت سے بھی نواز دیا تھا۔

وعظ وتقریر =آپ نے سب سے پہلے شوال ۵۲۱ھ میں حلبہ کے مقام پر وعظ فرمایا۔ اس کی ابتدا کیسے ہوئی۔ آپ ہی سے سنئے، فرماتے ہیں۔

میں نے بروز سہ شنبہ ۱۶ شوال ۵۲۱ھ ظہر سے پہلے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا۔ "اے میرے بیٹے تو وعظ کیوں نہیں کرتا؟ میں نے عرض کی "اباجان! میں عجمی (غیر فصیح) ہوں۔ بغداد میں فصحائے عرب کے سامنے کس طرح کلام کروں۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا۔ اپنا منہ کھول میں نے منہ کھولا تو حضور ﷺ نے سات بار لعابِ دہن میرے منہ میں ڈالا اور مجھ سے فرمایا کہ لوگوں کو وعظ کر اور حکمت وموعظہ حسنہ سے اپنے رب کے راستے کی طرف بلا۔ پس میں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو مجلس میں اپنے آگے کھڑا دیکھا۔ حضرت مولا مرتضیٰ نے فرمایا "اے میرے بیٹے! تو وعظ کیوں نہیں کرتا؟ میں نے کہا، اباجان! میں گھبرا گیا ہوں۔" آپ نے فرمایا۔ اپنا منہ کھول، میں نے منہ کھولا تو آپ نے چھ بار اپنا لعاب دہن میرے منہ میں ڈالا۔ میں نے عرض کی، پورے سات بار کیوں نہیں ڈالتے۔ آپ نے فرمایا۔ "رسول اللہ ﷺ کے ادب کی وجہ سے۔"

حاضرین مجلس کی تعداد قریباً ستر ہزار ہوا کرتی تھی۔ آپ کرسی پر رونق افراز ہوتے تو کوئی شخص نہ لعاب دہن پھینکتا، نہ ناک صاف کرتا، نہ کلام کرتا، نہ اُٹھ کر وسط مجلس میں جاتا دور ونزدیک آپ کی آواز یکساں پہنچتی تھی۔

شیخ ابوسعید قیلوی ذکر کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ اور دیگر انبیائے کرام علیہم الصلوۃ والسلام کو کئی دفعہ سیدنا شیخ

عبدالقادر علیہ الرحمہ کی مجلس میں دیکھا ہے کیونکہ آقا غلام کو اپنی آمد سے عزت بخشتا ہے اور انبیائے کرام کی روحیں زمین و آسمان میں اس طرح پھرتی ہیں جیسے دنیا میں ہوائیں چلتی ہیں۔

آپ ہفتہ میں تین بار وعظ فرماتے تھے۔ جمعہ کی صبح اور سہ شنبہ کی شام کو مدرسہ میں اور یک شنبہ کی صبح کو خانقاہ میں۔ (یہ سلسلہ وعظ ۵۲۱ھ تا ۵۶۱ھ تک جاری رہا) دو تین شخص آپ کی مجلس میں مر جایا کرتے تھے۔ سینکڑوں علماء لکھ لیا کرتے تھے۔ پانچ سو سے زیادہ یہود و نصاریٰ مسلمان ہوئے اور ایک لاکھ سے زیادہ چور اُچکے تائب ہوئے۔

حضور کے ارشاد کے مطابق اس مجلس وعظ میں خلعتیں تقسیم ہو جاتی تھیں۔ ایک وعظ میں جب آپ نے فرمایا۔ **قَدَمِی هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ** (میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے) تو حاضر و غائب اور نزدیک و دور ہر ولی اللہ نے اپنی گردن جھکا دی۔ حضرت خواجہ غریب نواز اجمیری علیہ الرحمہ خراسان کی پہاڑیوں میں محو عبادت تھے، وہیں جھک گئے اور بولے (گردن پر ہی نہیں) بلکہ سر اور آنکھوں پر بھی۔"

تدریس (پڑھانا) اور **افتا** (فتویٰ دینا) = آپ نے ۵۱۸ھ تا ۵۶۱ھ اپنے مدرسے میں تدریس و افتا کا کام کیا۔ مدرسے میں روزانہ چودہ علوم کا درس دیتے تھے۔ دوپہر سے پہلے اور بعد میں تفسیر، حدیث، فقہ، کلام، اصول اور نحو پڑھایا کرتے تھے اور ظہر کے بعد قرآن کی قرأتیں سکھایا کرتے تھے۔

دنیا کے دور دراز گوشوں سے دینی سوالات آتے اور حضور بڑی جلدی فتویٰ ارشاد فرما دیتے تھے۔ آپ کا مدرسہ اتنا بابرکت تھا کہ اس کی گھاس کھانے اور پانی پینے سے بغداد والوں نے طاعون جیسی وبا سے شفا پائی۔ کامل اولیاء اللہ آپ کے مدرسے کے دروازے پر جھاڑو دیا کرتے تھے اور چوکھٹ چومتے تھے۔ ایک دفعہ ارشاد فرمایا۔ "میرے رب نے مجھ سے وعدہ کیا ہوا ہے کہ جو مسلمان تیرے مدرسے سے گزرے گا۔ اس کے عذاب میں تخفیف کی جائے گی۔"

آپ حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مذہب پر فتویٰ دیا کرتے تھے۔

جاہ و جلال اور احترام = خلیفہ اور وزراء وغیرہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے آپ کے ہاتھ مبارک کو بوسہ دیتے تھے اور نہایت عجز و ادب کے ساتھ بیٹھتے۔ آپ اُن سے سخت کلام فرماتے اور بہت نصیحت کرتے۔ خلیفہ وقت کو کچھ لکھتے تو اس طرح کہ

"عبدالقادر تجھے حکم دیتا ہے اور اس کا حکم نافذ ہے اور اس کی اطاعت تجھ پر واجب ہے۔ وہ تیرا پیشوا اور تجھ پر حجت ہے۔

خلیفہ اس خط مبارک کو بوسہ دیتا اور حکم کی تعمیل کرتا۔

آپ جمعہ کے دن جامع مسجد میں تشریف لے جاتے تو

آپ جمعہ کے دن جامع مسجد میں تشریف لے جاتے تو لوگ بازاروں میں کھڑے ہو جاتے اور آپ کے وسیلے سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعائیں کرتے۔

شیخ منصور ابن مبارک فرماتے ہیں کہ میری آنکھ نے کسی کو سیدنا شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بڑھ کر خلیق، کشادہ دل، کریم النفس اور وعدہ پورا کرنے والا نہیں دیکھا۔

لوگ بازاروں میں کھڑے ہو جاتے اور آپ کے وسیلے سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعائیں کرتے۔

ایک دفعہ جامع مسجد میں آپ کو چھینک آئی تو تمام مسجد جواب سے گونج اٹھی۔

اخلاق وعادات = آپ کی سیرت مقدسہ کا اجمالی نقشہ وہی ہے جو امام ابو عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

سیدنا غوث اعظم ذکر الٰہی میں مشغول رہنے والے، خوف خدا میں جلا دینے والے، نرم دل، خوش اخلاق، آپ کی ذات والاصفات نیکی کا نشان اور بھلائی کی پہچان تھی۔ آپ کی نورانی شخصیت حضور پاک ﷺ کا زندہ معجزہ تھی۔"

آپ کلمہ حق کہنے سے دریغ نہ فرماتے جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا ہے آپ ازحد سخی اور رحمدل تھے۔ کسی سائل کا سوال رد نہ فرماتے خواہ اپنا کپڑا اتار کر دینا پڑتا۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے تمام اعمال کا جائزہ لیا، ان میں کھانا کھلانے سے کوئی عمل افضل نہیں پایا۔

شیخ منصور ابن مبارک فرماتے ہیں کہ میری آنکھ نے کسی کو سیدنا شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بڑھ کر خلیق، کشادہ دل، کریم النفس اور وعدہ پورا کرنے والا نہیں دیکھا، آپ اپنی جلالتِ شان کے باوجود چھوٹوں کے ساتھ کھڑے ہوتے، بڑوں کی عزت کرتے، پہلے سلام کہتے، کمزوروں کے ساتھ بیٹھتے، فقیروں سے تواضع کرتے امیروں اور بڑے لوگوں میں سے کسی کیلئے کھڑے نہ ہوتے، کبھی کسی وزیر یا سلطان کے دروازے پر نہ گئے۔

شیخ ابوالقاسم فرماتے ہیں:

'آپ کا نفس خواہشات سے انکار کرنے والا اور ہاتھ سخی تھا، آپ ہر رات دستر خوان بچھانے کا حکم دیتے، مہمانوں کے ساتھ کھانا کھاتے، کمزوروں کے ساتھ بیٹھتے اور بیماروں کی عیادت فرماتے، طالب علموں سے نہ گھبراتے، دوستوں کی خطائیں معاف فرماتے اور وہ غائب ہوتے تو ان کا حال دریافت کرتے رہتے،

'آپ کا نفس خواہشات سے انکار کرنے والا اور ہاتھ سخی تھا، آپ ہر رات دستر خوان بچھانے کا حکم دیتے، مہمانوں کے ساتھ کھانا کھاتے، کمزوروں کے ساتھ بیٹھتے اور بیماروں کی عیادت فرماتے، طالب علموں سے نہ گھبراتے، دوستوں کی خطائیں معاف فرماتے اور وہ غائب ہوتے تو ان کا حال دریافت کرتے رہتے، جو آپ کے سامنے حلف اُٹھاتا، آپ اُسے سچا کہتے اور اپنا علم پوشیدہ رکھتے، آپ سے بڑھ کر حیا والا نہیں دیکھا۔"

اولیاء اللہ میں کسی کے حصے میں اتنی عظیم و کثیر کرامات نہیں آئیں جو سیّدنا حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ملی ہیں۔

جو آپ کے سامنے حلف اُٹھاتا، آپ اُسے سچا کہتے اور اپنا علم پوشیدہ رکھتے، آپ سے بڑھ کر حیاوالا نہیں دیکھا۔''

محمد بن علی بغدادی فرماتے ہیں۔

''آپ اپنی ذات کیلئے غصہ نہ فرماتے اور غیر اللہ کیلئے انتقام نہ لیتے۔'' عبادت میں سخت مجاہدہ فرماتے چنانچہ چالیس سال آپ نے عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھی۔

کرامات = اولیاء اللہ میں کسی کے حصے میں اتنی عظیم وکثیر کرامات نہیں آئیں جو سیّدنا حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ملی ہیں۔ حضرت شیخ علی بن ابی نصر فرماتے ہیں کہ ''جب بھی کوئی شخص آپ کی کرامت دیکھنا چاہتا، دیکھ لیتا تھا۔''

حضرت نور بخش توکلی علیہ الرحمۃ نے تذکرہ غوث اعظم'' میں آپ کی کرامات کے جو عنوانات قائم ہیں، یہاں صرف انھی کو درج کیا جاتا ہے تاکہ کچھ اندازہ ہو سکے۔

۱۔ مُردوں کو زندہ کرنا۔ ۲۔ بیماریوں کا دُور کرنا۔ ۳۔ بے موسم سیب کا غیب سے آنا۔ ۴۔ عصا کا نور ہو جانا۔ ۵۔ بارش کا تھم جانا اور آبِ دجلہ کا ہٹ جانا۔ ۶۔ اناج میں برکت۔ ۷۔ دعا کا قبول ہونا۔ ۸۔ مغیبات پر مطلع ہونا۔ ۹۔ قضائے حاجات۔ ۱۰۔ دور دراز فاصلے سے مدد کرنا۔

وصال شریف = شیخ ابوالقاسم کی روایت کے مطابق حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ رمضان ۵۶۰ھ میں آپ صاحب فراش ہوئے۔ ایک باوقار شخص خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر، اے اللہ کے ولی السلام علیکم میں ماہ رمضان ہوں۔ آپ سے اس امر کی معافی چاہتا ہوں جو آپ پر مجھ میں مقدر کیا گیا ہے اور آپ سے جدا ہوتا ہوں۔ آپ سے یہ میری آخری ملاقات ہے۔

چنانچہ آپ نے آئندہ رمضان نہ پایا اور ۱۱ ربیع الآخر ۵۶۱ھ میں وصال فرماگئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔

وصیت = آپ نے اپنے سب سے بڑے فرزند دلبند حضرت سید عبدالوہاب جیلانی علیہ الرحمۃ کو وصیت فرمائی۔

۱۔ اپنے نفس پر تقویٰ لازم رکھنا۔ ۲۔ اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈرنا۔ ۳۔ توحید پر ثابت قدم رہنا۔ ۴۔ جو اپنے آپ کو خدا کے سپرد کر دیتا ہے تو دنیا کی تمام چیزیں اس کی ملکیت میں دے دی جاتی ہیں۔

''آپ اپنی ذات کیلئے غصہ نہ فرماتے اور غیر اللہ کیلئے انتقام نہ لیتے۔'' عبادت میں سخت مجاہدہ فرماتے چنانچہ چالیس سال آپ نے عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھی۔

غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مشائخ عظام اور علماء کرام کی نظر میں

از: مولانا محمد ضیاء اللہ قادری، کوٹلی

شیخ الشیوخ حضرت حماد علیہ الرحمۃ ١:

فرماتے ہیں کہ میں نے شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر مبارک پر دو جھنڈے دیکھے جو زمین سے لے کر ملکوت اعلیٰ تک پہنچے ہیں۔ اور افق اعلیٰ پر میں نے ان کی دھوم دھام سنی۔

آپ نے غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا کہ آپ سید العارفین ہیں۔ آپ کا عدل اور انصاف مشرق سے مغرب تک پہنچے گا۔ آپ کے قدم مبارک کے نیچے تمام اولیاء اللہ گردنیں بچھائیں گے۔ آپ کا درجہ بہت بلند و بالا ہوگا۔ آپ اپنے زمانہ میں فائق اور ممتاز ہوں گے۔ (قلائد الجواہر ص ١٦ نفحات الانس ص ٣٥٣)

شیخ احمد رفاعی علیہ الرحمۃ ٢=

فرماتے ہیں کہ ایک وقت آنے والا ہے جب غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف رجوع کیا جائے گا۔ عارفین میں ان کی وقعت و منزلت زیادہ ہوگی۔ اور ان کا ایسے مرتبہ پر پہنچ کر انتقال ہوگا جبکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مقبول ﷺ کے نزدیک تمام زمین پر ان سے زیادہ کوئی محبوب اور مقبول نہیں ہوگا۔ آپ کے مراتب کو کون پہنچ سکتا ہے۔ جبکہ آپ کے دائیں طرف شریعت کا سمندر بائیں طرف حقیقت کا سمندر جس میں سے آپ چاہیں فیض یاب ہوں۔ آپ کی نظیر کوئی نہیں ہے۔

تری عزت تری رفعت ترا فضل
بفضلہ افضل و فاضل ہے یا غوث

(قلائد الجواہر ص ٦٥۔٦٦، نزہۃ الخاطر ص ٩٥)

شیخ ابو النجیب عبدالقاہر سہروردی علیہ الرحمۃ ٣=

فرماتے ہیں کہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وجود تام اور تصرف کامل عطا کیا گیا ہے۔ عالم ملکوت میں آپ پر فخر کیا جاتا ہے۔ عالم کون میں آپ منفرد ہیں۔ اولیاء اللہ کے دلوں، حال اور احوال کو اللہ تعالیٰ نے ان کے قابو میں رکھا ہے۔ ان کا ول اللہ تعالیٰ کی خبریں دیتا ہے۔

(قلائد الجواہر ص ٨٧ نفحات الانس فارسی ص ٣٥٧)

شیخ ابو مدین بن شعیب المغربی علیہ الرحمۃ

= فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت خضر علیہ السلام سے مشرق و مغرب کا حال دریافت کرتے ہوئے حضرت

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حال بھی دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا کہ وہ امام الصدیقین، حجۃ العارفین اور روح معرفت ہیں۔

(قلائد الجواہر ص ۷۵)

شیخ عفیف الدین ابو محمد عبداللہ الیافعی علیہ الرحمۃ

= نے یہ القاب لکھ کر فرمایا ہے۔ قطب الاولیاء الکرام شیخ المسلمین والاسلام رکن الشریعۃ وعلم الطریقۃ موضح اسرار الحقیقۃ. حامل رایۃ علماء المعارف والمفاخر شیخ الشیوخ. قدوۃ الاولیاء العارفین الاکابر. استاذ الوجود ابو محمد محی الدین عبدالقادر بن ابی صالح الجیلی علم شریعت کے لباس اور فنون دینیہ کے تاج سے مزین تھے۔ تمام مخلوق کو چھوڑ کر خداوند کریم کی یاد میں مگن رہے۔ آداب شریعت کو بجالائے۔ تمام اخلاق وعادات کو شریعتِ مطہرہ کے تابع کیا۔ ولائیت کے جھنڈے آپ کیلئے نصب کیے گئے۔ ارفع واعلیٰ مراتب اور مقامات پر فائز ہوئے۔ (اخبار قلائد الجواہر ص ۱۳۶)

امام حافظ ابو عبداللہ محمد بن یوسف البرزانی الاشبلی علیہ الرحمۃ

= اپنی تصنیف لطیف ''کتاب المشیخۃ البغدادیہ'' میں تحریر فرماتے ہیں کہ غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فقہاء، وفقراء، خاص وعام غرض سب کے نزدیک قبولیت عامہ حاصل تھی۔ اور خاص وعام آپ سے فیوض وبرکات حاصل کرتے تھے۔ آپ مستجاب الدعوات تھے۔ نہایت رقیق القلب حد سے زیادہ خلیق اور سخی تھے۔ آپ کا پسینہ مبارک خوشبو دار تھا۔ ہمیشہ ذکر وفکر میں مشغول رہتے تھے۔

(قلائد الجواہر ص ۸،۷)

> آپ ریاست علمی وعملی میں انتہاء درجہ تک پہنچے ہوئے تھے۔ بدعتیوں سے آپ کو سخت نفرت تھی۔ شعائر اللہ اور احکام شریعت کی اگر کوئی ذرّہ بھر بھی توہین کرتا تو آپ نہایت غضبناک ہو جاتے تھے۔ آپ اعلیٰ درجہ کے سخی، کریم النفس اور یگانہ روزگار تھے۔
>
> (قلائد الجواہر ص ۱۳۷)

شیخ عزاء بن متورع البطائحی علیہ الرحمۃ

= فرماتے ہیں کہ بغداد شریف میں ایک عجمی شریف نوجوان جس کا اسم گرامی عبدالقادر ہے تشریف لایا ہے۔ جو عنقریب نہایت ہی عظمت، جلالت، مقامات اور کرامات کا حامل ہوگا۔ حال واحوال اور درجہ محبت میں سب پر غالب ہوگا۔ تصرفات کون وفساد کا اُسے مالک بنایا جائے گا۔ سب بڑے اور چھوٹے اس کے ماتحت ہوں گے۔ قدر ومنزلت میں ان کی قدیم راسخ اور معارف وحقائق میں ان کو ید

بیضا حاصل ہوگا۔ مقام حضرت القدس میں زبان کھول سکے گا۔

کوئی سالک ہے یا واصل ہے یا غوث
وہ کچھ بھی ہو ترا سائل ہے یا غوث

(قلائد الجواہر ص ۶۵، تحفہ قادریہ ص ۶۱، بہجۃ الاسرار ص ۱۴۰)

شیخ عقیل الرحمۃ = کی مجلس میں حضرت محبوب سبحانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر خیر ہوا تو آپ نے فرمایا۔ آپ کی شہرت آسمان پر زمین سے بھی زیادہ ہے۔ ملاء اعلیٰ میں آپ کا لقب اشہب ہے۔ قطب وقت ہیں۔ ان کی کرامات اور مقامات کی تصدیق کرنے والا نفع حاصل کرے گا۔

آنکہ بیشک قطب ربانی بود
بے گماں محبوب سبحانی بود

(بہجۃ الاسرار ص ۵، قلائد الجواہر ص ۷۶)

شیخ معمر جرادہ علیہ الرحمۃ = فرماتے ہیں کہ میری آنکھوں نے حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسا خلیق، وسیع حوصلہ، رحمدل، پابندِ قول واقرار، بامروت، باوفا کسی کو نہیں دیکھا۔ اپنی عظمت شان وشوکت اور فضیلت علمی کے باوجود آپ چھوٹوں کے ساتھ کھڑے ہو جاتے۔ بڑوں کی تعظیم کرتے اور انہیں سلام کرنے میں پہل کرتے، غرباء اور فقراء کو اپنے پاس بٹھاتے اور عجز وانکساری سے پیش آتے، اُمراء اور روساء کی تعظیم کیلئے آپ کبھی بھی کھڑے نہ ہوتے اور نہ ہی کبھی وزراء، بادشاہوں اور اُمراء کے دروازے پر گئے۔

(قلائد الجواہر ص ۱۹)

حافظ زین الدین بن رجب علیہ الرحمۃ = اپنی کتاب طبقات میں بیان کرتے ہیں کہ آپ شیخ وقت، زمانہ کے سب سے بڑے علامہ، مشائخ کے بادشاہ، اہل طریقت کے شہنشاہ تھے۔ اہل سنت وجماعت نے آپ کی ذات والاصفات سے بہت تقویت حاصل کی اور اہل بدعت نے ذلت اُٹھائی۔

(قلائد الجواہر ص ۷)

شیخ جاگیر علیہ الرحمۃ = فرماتے ہیں کہ شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے تصرف واختیار میں کامل اور مراتب ومناسب اور مقامات عالیہ کا مالک کوئی نہیں ہوا۔

(قلائد الجواہر ص ۷۵)

شیخ الاسلام محی الدین نووی علیہ الرحمۃ = فرماتے ہیں کہ قطب ربانی شہنشاہ بغداد حضرت محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جس قدر کرامات ثقہ لوگوں سے نقل کی گئی ہیں ہم نے اس قدر کرامات آپ کے سوا کسی ولی اللہ کی نہیں دیکھیں۔ آپ ریاست علمی وعملی میں انتہا درجہ تک پہنچے ہوئے تھے۔ بدعتیوں سے آپ کو سخت نفرت تھی۔ شعائر اللہ اور احکام شریعت کی اگر کوئی ذرہ بھر بھی توہین کرتا تو آپ نہایت

جو ولی قبل تھے یا بعد ہوئے یا ہوں گے
سب ادب رکھتے ہیں دل میں مرے آقا تیرا

غضبناک ہو جاتے تھے۔ آپ اعلیٰ درجہ کے سخی، کریم النفس اور یگانہ روزگار تھے۔ (قلائد الجواہر ص ۱۳۷)

بقسم کہتے ہیں شاہان صریفین وحریم
کہ ہوا ہے نہ ولی ہو کوئی ہمتا تیرا

تاج العارفین ابوالوفاء علیہ الرحمہ =

نے حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا اللہ کی قسم میں تمہارے سینے سے نور کی کرنیں نکلتی دیکھ رہا ہوں جن سے مشرق ومغرب روشن ہو رہے ہیں۔ نیز فرمایا اے عبدالقادر ہر چہچہانے والا پرندہ کچھ عرصہ بعد خاموش ہو جایا کرتا ہے۔ مگر تمہارا پرندہ قیامت تک توحید ومعرفت کے نغمے گاتا رہے گا۔

(نزہۃ الخاطر الفاتر ص ۹۰ بہجۃ الاسرار ص ۱۴۴)

اسی لئے حضور شہنشاہ بغداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے۔

اَفَلَتْ شُمُوْسُ الْاَوَّلِیْنَ وَشَمْسُنَا !
اَبَداً عَلٰی اُفُقِ الْعُلٰی لَا تَغْرُبُ

ترجمہ۔ پہلوں کے سورج کب کے غروب ہو چکے لیکن ہمارا سورج ابد الآباد تک چمکتا رہے گا۔ (مؤلف غفرلہٗ)

شیخ عمر البزاز علیہ الرحمۃ =

فرماتے ہیں کہ غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ محبوں کے سردار ہیں اور اولیاء اللہ کی باگ ڈور آپ کے ہاتھ مبارک میں ہے۔

(قلائد الجواہر ص ۷۷)

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت، امام اہل سنت مجدد دین وملت مولانا شاہ احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

جو ولی قبل تھے یا بعد ہوئے یا ہوں گے
سب ادب رکھتے ہیں دل میں مرے آقا تیرا

(حدائق بخشش)

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ

النورانی = حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ النورانی مکتوبات شریف میں فرماتے ہیں کہ "میرے حضرت قبلہ گاہی (خواجہ باقی باللہ) قدس سرہ العزیز فرمایا کرتے تھے کہ حضرت سید محی الدین جیلانی قدس سرہ نے اپنے بعض رسالوں میں تحریر فرمایا ہے کہ "در قضاء مبرم ہیچ کس را مجال نیست کہ تبدیل بدہد مگر مرا کہ اگر خواہم آنجا ہم تصرف کنم وازیں سخن تعجب بسیار میکردند واستبعاد مے فرمودند۔

"قضائے مبرم میں کسی کو تبدیلی کی مجال نہیں ہے مگر مجھے حق حاصل ہے۔ اگر چاہوں تو میں اس میں بھی تصرف کروں، اس بات سے بہت تعجب فرماتے تھے اور بعید از فہم تصور فرماتے تھے۔

یہ بات بہت مدت تک اس فقیر (مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ) کے ذہن میں رہی یہاں تک کہ حضرت حق تعالیٰ نے اس دولت سے مشرف فرمایا۔ اور اپنے فضل وکرم سے اس فقیر پر (شیخ عبدالقادر جیلانی کے قول کی حقیقت کو) ظاہر فرمایا کہ قضائے معلق دو طرح پر ہے ایک وہ قضا ہے جس کا معلق ہونا لوح محفوظ میں ظاہر ہوا ہے اور فرشتوں کو اس پر اطلاع دی ہے اور دوسری وہ قضا ہے جس کا معلق صرف خدا تعالیٰ ہی کے پاس ہے اور لوح محفوظ میں مبرم کی صورت رکھتی ہیں۔ اور قضائے معلق کی اس دوسری قسم میں بھی پہلی قسم کی طرح تبدیلی کا احتمال ہے۔ پھر معلوم ہوا کہ حضرت سید شیخ

عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کی بات بھی اسی اخیر قسم پر موقوف ہے جو | ووصول فیوض و برکات دریں راہ بہ ہر کہ باشد از اقطاب ونجباء بتوسط

آپ سلطان الاولیاء امام الاصفیاء ولایت کے پختہ ستونوں میں سے ایک ستون ہیں۔ آپ اُن کامل اولیاء کرام سے ہیں جن کی ولایت پر اُمتِ محمدیہ کے علماء وغیرہ تمام لوگوں کا اتفاق ہے۔

قضائے مبرم کی صورت رکھتی ہے۔

(مکتوبات شریف جلد اص ۲۲۴ مکتوب نمبر ۲۱۷ مطبوعہ دہلی)

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ النورانی مکتوبات شریف میں فرماتے ہیں کہ "میں خیال کرتا ہوں کہ حضرت امیر علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وصال سے قبل اس مقام ولایت کے ملجا وماویٰ تھے اور جس کسی کو اس راستہ سے فیض پہنچتا تھا ان ہی کے توسط اور توسّل سے پہنچتا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہو گیا تو یہ بلند درجہ کا منصب حضرات حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بالترتیب حاصل ہوا۔ ان کے بعد بالترتیب بارہ اماموں کو پہنچتا رہا اور اس طرح ان بزرگوں کے وصال کے بعد جس کسی کو فیض پہنچتا ہے ان ہی کے توسّل سے پہنچتا ہے اور بعد ازاں جتنے بھی اقطاب اور نجبائے وقت ہوئے ہیں۔ ان کے ملجاء وماویٰ بھی وہی ہوئے ہیں کیونکہ اطراف کو لامحالہ مرکز سے ملنا ہی پڑتا ہے تا آنکہ نوبت بحضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ

وچوں نوبت بہ ایں بزرگوار شد منصب مذکور باد قدس سرہ مفوض گشت ومابین آئمہ مذکورین وحضرت شیخ ہیچکس بریں مرکز مشہود نے گردد

شریف او مفہوم مے شود چہ ایں مرکز غیر او را میسر نشدہ"۔

افلت شموس الاولین وشمسنا
ابدا علی افق العلی لا تغرب

یہاں تک کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ النورانی اس مرتبہ تک پہنچ گئے اور یہ مرتبہ آپ کو مل گیا۔ مذکورہ بالا اماموں اور حضرت شیخ قدس سرہ کے درمیان کوئی شخص اس مرتبہ پر نہیں ہے۔ اور اب اس راستے میں فیوضات وبرکات جتنے اقطاب نجباء اور اولیاء کو پہنچتے ہیں ان کے ذریعے پہنچتے ہیں۔ کیونکہ فیض کا یہ مرکز ان کے بغیر کسی کو نہیں ملا۔

(مکتوبات شریف فارسی جلد ۳ ص ۲۵۱، ۲۵۲ مکتوب نمبر ۱۲۳)

یہ چشتی سہروردی نقشبندی
ہر اک تیری طرف آئل یا غوث

شیخ عبدالحق دہلوی علیہ الرحمۃ:=

شیخ محقق شیخ المحدثین عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ القوی نے حضرت غوث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان اقدس میں مندرجہ ذیل القابات تحریر فرمائے ہیں۔

سیدنا ومولانا الاوحد الشیخ الامام العارف الکامل امام آئمۃ الطریق وشیخ الشیوخ الاسلام علی التحقیق زینۃ الوجود ومراۃ الشہود الباز الاشہب والطراز المذہب قطب الاقطاب وفدد الاحباب القطب الاکمل الاشرف والغوث الاعظم الارفع غوث الثقلین امام الفریقین العالم الربانی القطب الفرد ابی والغوث الصمد ابی محی الدین ابی محمد عبدالقادر الحسنی الحسینی الجیلانی قدس اللہ سرہ ونور روحہ واوصل الینا برکاتہ وفتوحہ ورضی اللہ عنہ وارضاہ عنا۔

(شرح فتوح الغیب فارسی ص ۲ مطبوعہ نولکشور)

حضرت شیخ المحدثین عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ میں جو کمالات تھے وہ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فیوض وبرکات کا کرشمہ تھے۔ جس کا اعتراف شیخ محقق علیہ الرحمۃ نے خود اپنی تصنیف لطیف ''اخبار الاخیار فی اسرار الابرار'' میں فرمایا ہے۔ ملاحظہ ہو۔ ''اعتماد من بصاحب قدمی ست مالک رقاب اولیاء است رہ روے نتوان یافت کہ در خدمت اوقدم از سرنساز وزیر پائے اوسر نہند ازو وایں خود بسبب سرفرازے ایشاں ست کیکہ قدم بر قدم مصطفی بود بلکہ دم بدم بقدم آورد وسعادت آں سرست کہ پامال او گردد ہر چہ جمیع پدراں از وراثت مصطفی ومرتضی اندوختند ہمہ باآں خلف صدق رسید بنگر کہ ایں چہ غنا بود اگر چہ وارثان بسیار اندولی آنچہ بوے رسید ہیچکس نرسید وراثت مال بجہت تعصب برابر قسمت کنند ولیکن در وراثت حال یکے را با دیگرے برابری نرسد بلکہ برادری بنود اگر دیگران قطب اند از قطب الاقطاب ست واگر ایشاں سلاطین ار سلطان السلاطین محی الدین کہ دین اسلام آمدہ گرواندید وملت کفرا بمیرانید کہ الشیخ یحیی ویمیت ہے مرتبہ کہ ایجاد دین ازی قیوم ست واز احیاء وے غوث الثقلین آنرا گویند کہ جن وانس ہمہ بوے پناہ جویند من بیکس نیز پناہ باد جستہ ام وبر ورگاہ واقتادہ مرا جز عنایت او کس نیست وبغیر لطف او فریادرس نے۔ یعنی میرا اعتماد ایک صاحب قدم (غوث اعظم) پر ہے جو رقاب اولیاء کا مالک ہے کوئی سالک ایسا نہیں جو اُن کی خدمت میں سر کے بل نہ جائے اور ان کے قدموں پر سر نہ ڈالے اور یہ خود ان کی سرفرازی کی وجہ سے ہے جن کا قدم مصطفی ﷺ کے قدم پر ہو بلکہ دم بدم قدم رکھتے ہوں۔ ان کے قدم کے نیچے پامال ہونا سر کی سعادت ہے جو کچھ تمام بزرگوں نے حضرت مصطفی ﷺ اور حضرت علی المرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وراثت سے جمع کیا تھا وہ سب ان خلف صدق کو پہنچا۔ دیکھو یہ کیسا غنا تھا اگر چہ وراث بہت ہیں مگر جو کچھ حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ملا کسی اور کو نہیں ملا۔ مال کی وراثت بوجہ تعصب برابر تقسیم کی جاتی ہے لیکن حال کی وراثت میں ایک کو دوسرے کے ساتھ برابری نہیں ہوتی بلکہ اس میں برادری نہیں ہوتی۔ اگر اور قطب ہیں تو حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ قطب الاقطاب، اگر اور سلاطین ہیں تو وہ سلطان السلاطین محی الدین ہیں۔ جنہوں نے دین اسلام کو زندہ کیا اور ملت کفر کو ختم فرمایا کہ الشیخ یحیی ویمیت نہ ہے مرتبہ کہ ایجاد دیم حی قیوم سے ہے۔ اور ان کا احیاء غوث الثقلین سے اسی لئے کہتے ہیں کہ جن وانس ان کی پناہ ڈھونڈتے ہیں۔ مجھ بیکس نے بھی ان سے پناہ چاہی

ہے۔ اور ان کی درگاہ پر پڑا ہوں۔ ان کی عنایت کے سوا میرا کوئی نہیں ہے اور نہ ہی ان کے لطف کے بغیر کوئی فریاد رس ہے۔

اس کے بعد شیخ محقق علیہ الرحمہ نے مندرجہ ذیل اشعار درج فرما کر بارگاہ غوثیت میں نذرانہ عقیدت پیش کیا ہے۔ ملاحظہ ہو

غوث اعظم دلیل راہ یقین — بیقین رہبر اکابر دین
شیخ دارین وہادی ثقلین — زبدہ آل سید کونین!
بادشاہ ممالک قربت — رہ نورد مسالک قربت
اوست در جملہ اولیاء ممتاز — چوں پیمبر در انبیاء ممتاز
اولیاء بندہاش از دل وجان — قدم او بگردن ایشاں
وصف تعریف اوز من نہ نکوست — خود کرامات او معرف اوست
من کہ پروردہ نوال ویم — عاجز از مدحت کمال ویم
ہمہ دم غرق بحیر احسانم — اے فدائے ورش دل وجانم
در دوعالم باوست اُمیدم — ہست بادی اُمید جاویدم

ما بعشق تو نہ امروز گرفتار شدیم
کہ گرفتاری ما باتو زروز ازل ست

(اخبار الاخیار فارسی ص نمبر ۳)

علامہ یوسف نبہانی علیہ الرحمہ =

فرماتے ہیں۔ سُلطَانُ الْاَولیَا وَاِمَامُ الْاَصْفِیَاءِ وَاحدُ اَرْکَانِ الْوِلَایَۃِ الْاَقْوِیَاءِ الَّذِیْنَ وَقَعَ الْاِجْمَاعُ عَلٰی وَلَا یَتِھِمْ عِنْدَ جَمِیْعِ اَفْرَادِ الْاُمَّۃِ الْمُحَمَّدِیَّۃِ مِنَ الْعُلَمَاءِ وَغَیْرِ الْعُلَمَاءِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَعَنْ سَائِرِ الْاَوْلِیَاءِ وَکَرَامَاتُہٗ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کَثِیْرَۃٌ جِدًّا قَدْ ثَبَتَتْ بِالتَّوَاتُرِ۔

آپ سلطان الاولیاء امام الاصفیاء ولایت کے پختہ ستونوں میں سے ایک ستون ہیں۔ آپ اُن کامل اولیاء کرام سے ہیں جن کی ولایت پر اُمتِ محمدیہ کے علماء وغیرہ تمام لوگوں کا اتفاق ہے اور آپ کی کرامات اتنی کثیر ہیں کہ حد تواتر تک پہنچ چکی ہیں۔

(جامع کرامات الاولیا، ص ۲۰۰)

مُلّا علی قاری رحمۃ اللہ الباری =

سرکار سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نہایت ہی نیاز مند تھے۔ آپ نے رافضیوں کی تردید میں آپ کی حمایت میں ایک رسالہ ''نزہۃ الخاطر الفاتر فی مناقب شیخ عبدالقادر جیلانی'' تصنیف فرمایا جس کے مقدمہ میں آپ تحریر فرماتے ہیں کہ ''بعض حاسد اور منافق رافضی ہمارے آقا وسید تاج المفاخر، قطب ربانی، غوث صمدانی سلطان الاولیاء العارفین محی الملت والدین عبدالقادر الحسنی والحسینی قدس اللہ روحہ کی عظمت سے بے خبر ہو کر الزام تراشی کرتے ہیں۔

آپ کی کرامات حدِ تواتر سے تجاوز کر گئی تھیں۔ یہ بات متفق علیہ ہے کہ جس قدر کرامات وبرکات آپ سے رُونما ہوئیں۔ کسی بھی صاحب ولایت سے ظہور میں نہیں آئیں۔

(نزہۃ الخاطر الفاتر ص ۱۷، ۳۲)

علامہ عبدالرحمان جامی قدس سرہٗ السامی =

فرماتے ہیں'' دیر اکرامات ظاہر واحوال باہر ومقامات عالی بودہ است وفی تاریخ امام الیافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وارد وکراماتہ یعنی شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ تعالیٰ فخارجۃ عن الحصر فقد اخبرنی من ادرکت من اعلام الآئمۃ ان کراماتہ تواترت او قربت

من التواتر ومعلوم بالاتفاق انه لم يظهر ظهور كراماته لغيره من شيوخ الآفاق كرامته." آپ کرامات ظاہرہ احوال باہرہ اور عالی مقامات کے مالک تھے۔ امام یافعی کی تاریخ میں ہے کہ شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کرامات شمارت سے باہر ہیں۔ اور مجھے مشاہیر اماموں نے خبر دی ہے کہ آپ کی کرامات متواتر یا قریب بتواتر کا درجہ حاصل ہے اور حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ کے ہمعصر مشائخ میں سے کسی شیخ سے ان جیسی کرامات کے ظاہر نہ ہونے پر سب کا اتفاق ہے۔ (نفحات الانس فارسی ص ۳۵۲)

امام محمد بن یحییٰ حلبی علیہ الرحمۃ =

فرماتے ہیں کہ صاحب تاریخ الاسلام نے اپنی تاریخ میں بیان فرمایا ہے کہ شیخ ابو محمد محی الدین والسنۃ عبدالقادر بن ابو الصالح عبداللہ جنگی دوست الجیلی الزاہد صاحب کرامات ومقامات تھے۔ شیخ الفقہاء والفقراء امام زماں قطب دوراں شیخ الشیوخ تھے۔ آپ کی کرامات بکثرت متواتر طریقہ سے ثابت ہیں۔ آپ جیسی شخصیت بعد میں کوئی نہیں ہوئی۔

جو ولی قبل تھے یا بعد ہوئے یا ہوں گے
سب ادب رکھتے ہیں دل میں میرے آقا تیرا

(قلائد الجواہر ص ۷)

شیخ علی بن الہیتی علیہ الرحمۃ =

فرماتے ہیں لا مریدین بشیخهم اسعد من مریدی الشیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ تعالیٰ ۔ کسی مرید کا شیخ اور مرشد حضرت شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مرید کے شیخ سے زیادہ افضل نہیں ہو سکتا۔ (قلائد الجواہر ص ۱۷)

شیخ عمر الحلاوی علیہ الرحمۃ =

فرماتے ہیں کہ میں کئی برس شام، مصر اور مغرب ممالک میں پھرتا رہا۔ اور اس عرصہ میں تین سو ساٹھ مشائخ عظام سے ملاقات کی۔ تو ان سب کو میں نے یہی کہتے سنا الشیخ عبدالقادر شیخنا وقدوتنا کہ شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمارے شیخ اور پیشوا ہیں۔

(قلائد الجواہر ص ۱۵)

شیخ ابو الغنائم مقدام البطائحی علیہ الرحمۃ

= فرماتے ہیں کہ حضرت کے آستانہ عالیہ پر ایک مرتبہ میں حاضر ہوا تو میں نے آپ کے پاس چار اشخاص کو بیٹھے ہوئے دیکھا جن کو میں نے اس سے قبل کبھی نہیں دیکھا تھا جب یہ حضرات اٹھ کر چلے گئے تو آپ نے مجھے ارشاد فرمایا جاؤ! ان سے اپنے لئے دعا خیر کراؤ۔

میں مدرسہ کے صحن میں ان سے جا ملا اور اپنے لئے دعا کا خواستگار ہوا تو ان میں سے ایک بزرگ نے ارشاد فرمایا۔ تم بڑے خوش قسمت ہو کہ ایک ایسے (غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی خدمت میں ہو جس کی برکت سے اللہ تعالیٰ زمین کو قائم رکھے گا اور جنکی دعا کی برکت سے تمام خلائق پر فضل وکرم فرمائے گا۔ دیگر اولیاء اللہ کی طرح ہم لوگ بھی ان کے سایہ عاطفت میں رہ کر ان کے تابع فرمان ہیں۔ یہ کہہ کر وہ چاروں بزرگ چلے گئے اور یکدم نظروں سے غائب ہوگئے۔ میں آپ کی خدمت میں متعجب ہوکر واپس ہوا آپ نے قبل اس سے کہ میں کچھ عرض کروں مجھے ارشاد فرمایا کہ میری

حیات میں تم اس کی کسی کو خبر نہ کرنا۔ میں نے پوچھا حضور! یہ کون لوگ تھے؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ لوگ کوہ قاف کے رہنے والے تھے اور اب وہ اپنی جگہ پر پہنچ بھی گئے ہیں۔ (قلائد الجواہر ص ۱۹)

شیخ قضیب البیان رحمۃ اللہ المنان = فرماتے ہیں کہ غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ امام الصدیقین، حجۃ العارفین اور صدر المقربین ہیں۔ (قلائد الجواہر ص ۲۲)

شیخ مکارم علیہ الرحمۃ = فرماتے ہیں کہ میں اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر کہتا ہوں کہ جس روز آپ نے **قَدَمِیْ ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ** فرمایا تھا۔ اُس روز روئے زمین کے تمام اولیاء الرحمان نے مشاہدہ فرمایا کہ آپ کی قطبیت کا جھنڈا آپ کے سامنے گاڑا گیا ہے اور غوثیت کا تاج آپ کے سر پر رکھا گیا اور آپ تصرّف تام کا خلعت جو شریعت وحقیقت کے نقش و نگار سے مزین تھا زیب تن کئے ہوئے **قَدَمِیْ ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ** فرما رہے تھے۔

(قلائد الجواہر ص ۲۴)

علامہ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ = صاحب فتح الباری شارح صحیح البخاری فرماتے ہیں **انہ کان فقیھا زاھدا عابدا** غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقیہ، زاہد، عابد تھے۔ **فکان یتوب علی یدیہ من الخلق ما لا یحصی کثرۃ ولہ کرامات مستفیضۃ لم ینقل لنا عن احد من اھل عصرہ ولا من بعدہ اکثر ما نقل عنہ۔** آپ کے دست حق پرست پر اس قدر خلق خدا نے توبہ کی۔ جس کی تعداد احاطہ شمار سے باہر ہے۔ اور آپ کی کرامات اس کثرت سے نقل ہوئی ہیں کہ آپ کے معاصرین میں سے یا آپ کے زمانہ کے بعد بھی اس قدر کرامات کسی سے صادر نہیں ہوئیں۔ (قلائد الجواہر ص ۱۳۵)

محدث ابن جوزی علیہ الرحمۃ = نے شیخ علی بن الہیتی سے نقل فرمایا ہے۔ **لا مرید لشیخ اسعد من مرید الغوث** کہ حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید سے بڑھ کر خوش بخت کسی شیخ کا کوئی مرید نہیں ہے۔ (تفریح الخاطر ص ۴۴)

شیخ ابو البرکات علیہ الرحمۃ = فرماتے ہیں کہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اذن اور اجازت کے بغیر کوئی ولی ظاہر اور باطن میں تصرف نہیں کرسکتا۔ آپ ایک ایسی شخصیت ہیں کہ آپ انتقال کے بعد بھی کائنات میں تصرف فرماتے ہیں۔ (تحفہ قادریہ ص ۶۵، مصنفہ شاہ ابالمعالی علیہ الرحمۃ)

شیخ احمد گنج بخش اور شیخ احمد گیرا لکھنوی علیہما الرحمۃ = فرماتے ہیں کہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مناقب جلیلہ درختوں کے پتوں سے بھی زائد ہیں۔ اور آپ کے مراتب عالیہ کو جلیل المرتب عارفین بھی شمار نہیں کرسکتے۔ آپ کے مداح ان کی شان وعظمت اور مناقب کا احاطہ کرنے سے قاصر ہیں۔ اگر قلمیں اُن کو لکھیں تو وہ ٹوٹ جائیں گی اور انگلیوں پر شمار کریں تو وہ تھک جائیں گی مگر آپ کے اوصاف اور مناقب ختم نہ ہوں گے۔ (تفریح الخاطر ص ۳۰ مطبوعہ مصر)

استاذ حاتم بن احمد الاھدل علیہ الرحمۃ =

غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان اقدس کا اظہار ان القابات سے فرماتے ہیں۔ حضرت الغوث الاعظم قطب الاقطاب تاج الاحباب، شیخ الثقلین ومصحف المراقبین، صاحب السر الاتم العظم البادیة صدیقیة فی دھر الدھور. المتصرف فی التکوین بالاذن المطلق، مولانا وسیدنا شیخ الشیوخ علی الاطلاق السید عبدالقادر ابن السید ابی صالح بھجة النفوس والافاق رضی اللہ تعالیٰ عنہ. (تفریح الخاطر ص ۲۹،۳۰)

حاشیہ

۱=آپ حضرت غوث پاک کے اُستاد ہیں۔

۲=مولوی اشرف علی تھانوی آپ کے متعلق لکھتے ہیں کہ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے ہمعصر ایک بزرگ ہیں۔ ''حضرت سید احمد کبیر رفاعی'' (رحمۃ اللہ علیہ) یہ بہت بڑے اولیاء کبار میں سے ہیں مگر حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے برابر مشہور نہیں ہوئے۔ (افاضات الیومیہ جلد ۱ص ۴۰)

۳=آپ حضرت شہاب الدین سہروردی علیہ الرحمہ کے چچا جان ہیں۔

۴=آپ ہی کے متعلق دیوبندی حضرات کے مشہور مفتی اعظم محمد شفیع آف کراچی لکھتے ہیں کہ آٹھویں صدی ہجری کے بہت بڑے عالم اور ولی اللہ تھے۔ آپ کی کتاب روض الریاحین ایسی ہی کتاب ہے جس کی حکایت وروایت پر اعتماد کیا جاسکتا ہے۔ ہمارے حضرت حکیم الامت اشرف علی تھانوی اپنے اصحاب ومریدین کو اس کتاب کے مطالعہ کا مشورہ دیا کرتے تھے۔ (محمد ضیاء اللہ قادری)

۵=حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکتوبات شریف کے متعلق وہابیہ کے ترجمان ہفت روزہ تنظیم اہل حدیث (جس کے سرپرست مولوی عبداللہ روپڑی ہیں) میں درج ہے کہ ''حضرت مجدد علیہ الرحمہ نے اپنے مکتوبات میں توحید وسنت کی ترغیب اور شرک وبدعت کی تردید اور اعمال شرکیہ اور بدعیہ کی جس عمدگی سے نشاندہی فرمائی ہے۔ یہ انہی کا حصہ ہے اور ایمان اور اعتقاد کی سلامتی کیلئے صحابہ کرام اور علمائے سلف کے تعامل کا جو سنہری اصول پیش فرمایا ہے۔ یہ ہر قسم کے الحاد اور گمراہی کی شناخت کیلئے راہنما بھی ہے۔ اور اس سے بچنے کے لئے تریاق بھی ہے۔

(ہفت روزہ تنظیم اہل حدیث ص ۳۔ ۱۳ نومبر ۱۹۵۹ء)

ہفت روزہ ''الاعتصام'' (جس کے سرپرست داؤد غزنوی ہیں) میں ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی کے مکتوبات میں علوم معارف اور حقائق واسرار کے خزانے پنہاں ہیں۔ (ہفت روزہ الاعتصام ص ۳۔ جون ۱۹۵۵)

مولوی اسماعیل دہلوی قتیل نے صراط مستقیم فارسی ص ۱۳۲ پر امام ربانی قیوم زمانی کے القاب شیخ احمد سرہندی کو لکھے ہیں اور اولیاء عظام میں شمار کیا ہے۔

(فقیر محمد ضیاء اللہ القادری غفرلہ)

۶=دیوبندی حضرات کے مشہور عالم اشرف علی تھانوی ان کے متعلق تحریر فرماتے ہیں کہ ''بعض اولیاء اللہ ایسے بھی گزرے ہیں کہ خواب میں یا حالتِ غیبت میں روزمرہ ان کو کاروبار نبوی میں حاضری کی دولت نصیب ہوتی تھی۔ ایسے حضرات صاحب حضوری کہلاتے ہیں۔ انہیں میں سے ایک حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی (علیہ الرحمۃ) ہیں کہ یہ بھی اس دولت سے مشرف تھے۔ اور صاحب حضوری تھے۔

(افاضات الیومیہ جلد ۷ ص ۶ سطر ۱)

غیر مقلدین کے مستند عالم ابراہیم میر سیالکوٹی بھی شیخ کے متعلق رقمطراز ہیں کہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی سے مجھ عاجز (ابراہیم میر) کو علم وفضل اور خدمتِ علم حدیث اور صاحب کمالات ظاہری وباطنی ہونے کی وجہ سے حسن عقیدت ہے۔ آپ کی کئی ایک تصانیف میرے پاس موجود ہیں جن سے میں بہت سے علمی فوائد حاصل کرتا رہتا ہوں۔ (تاریخ اہل حدیث ص ۳۹۸)

عقیدہ کی اہمیت

حضرت علامہ الحاج مفتی محمد امین برکاتہم العالیہ

﴿قسط اوّل﴾

دین کے دو جز ہیں:

(۱) عقائد (۲) اعمال

اعمال، یعنی نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ کے طور طریقہ میں اختلاف بُری بات نہیں بلکہ اُمت کے والی دو جہاں سرکار دو عالم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے: **اختلاف امتی رحمة** (او کما قال)

یعنی میری امت کا آپس کا اختلاف رحمت ہے۔

لیکن عقائد و ایمانیات میں اختلاف سراسر تباہی اور آخرت کی بربادی ہے۔ عقائد درست ہوئے بخشش کی قوی اُمید ہے اور اگر عقائد درست نہ ہوئے تو اعمال خواہ کتنے ہی اونچے کیوں نہ ہوں بخشش ہرگز ہرگز نہیں ہوسکتی۔

حدیث پاک سنئے اور ایمان مضبوط کیجئے۔

پہلی حدیث پاک :

جس کے راوی سیدنا ابن عائذ ہیں (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فرمایا ایک جنازہ حاضر ہوا اور رسول اللہ ﷺ جنازہ پڑھانے کیلئے تشریف لائے جب جنازہ پڑھانے لگے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا:

لا تصل علیه یا رسول الله فانهٗ رجل فاجر.

یارسول اللہ اس کا جنازہ نہ پڑھائیں کیونکہ یہ شخص بدکار ہے۔

یہ سن کر رحمۃ للعالمین ﷺ نے پیچھے کو مڑ کر دیکھا اور نمازیوں سے پوچھا کیا تم میں سے کسی نے اس شخص (میت) کو اسلام کا کوئی کام کرتے دیکھا ہے۔ ایک صحابی نے عرض کیا:

یارسول اللہ! میں نے اس کو دیکھا ہے اس نے ایک دن فی سبیل اللہ پہرہ دیا تھا۔ یہ سن کر رحمت کائنات ﷺ نے اس کا جنازہ پڑھا دیا اور پھر اس کو قبر میں اتارا اور جب اس پر مٹی ڈالی تو فرمایا:

اے میرے عزیز! **اصحابک یظنون انک من اهل النار و انا اشهد انک من اهل الجنة.**

تیرے ساتھی گمان کرتے ہیں کہ تو دوزخی ہے لیکن میں اللہ تعالیٰ کا رسول گواہی دیتا ہوں کہ تو جنتی ہے۔ پھر فرمایا:

یا عمر انک لا تسل عن اعمال الناس ولکن تسال عن الفطرة. (بیہقی، مشکوٰۃ شریف صفحہ ۳۳۶)

یعنی اے عمر تجھ سے لوگوں کے اعمال کے متعلق سوال نہیں ہوگا بلکہ فطرت (عقائد) کے متعلق پوچھا جائے گا۔

اس حدیث پاک سے روز روشن کی طرح واضح ہوا کہ نجات کا دارومدار عقیدہ پر ہے۔ عقیدہ درست ہوا تو بخشش کی بہت بڑی اُمید ہے ورنہ خرابی ہی خرابی ہے۔ چنانچہ حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے اسی حدیث پاک کی شرح کرتے ہوئے فرمایا:

فان الاعتبار بالفطرة والاعتماد بالاعتقاد. (مرقاۃ شرح مشکوۃ صفحہ ۳۱۳)

یعنی اعتبار فطرت اور عقیدے کا ہے۔

الحمد للہ رب العالمین چونکہ اس مرنے والے کا عقیدہ درست تھا اس لئے باوجود اس کے کہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے فسق و فجور کی گواہی دے رہے ہیں۔ اس مرنے والے کو دربار نبوت سے بخشش اور نجات کی ڈگری مل گئی۔

اور اس کے برعکس جس کا عقیدہ درست نہ ہو وہ کتنے ہی اونچے اور اچھے عمل کرے وہ دوزخی ہے ایسے کی بخشش نہیں ہو سکتی۔

دوسری حدیث پاک :

جس کے راوی سیدنا ابوہریرہ صحابی ہیں (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فرمایا: حنین کی جنگ میں رسول اللہ ﷺ نے ایک مسلمان کو دیکھ کر فرمایا یہ دوزخی ہے اور جنگ شروع ہوئی تو اس شخص نے خوب جوہر دکھائے مسلمانوں کی طرف سے کافروں کے ساتھ خوب لڑائی کی کہ اسے کافی زخم آئے۔ اسلامی لشکر والوں میں سے ایک نے دربار نبوت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ (ﷺ)! جس شخص کے متعلق آپ نے فرمایا ہے کہ یہ دوزخی ہے وہ تو اسلام کی خاطر خوب لڑ رہا ہے۔ (کیا ایسا شخص بھی دوزخ میں جائے گا) یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاں بے شک وہ دوزخی ہے۔ یہ سن کر قریب تھا کہ بعض لوگ شک میں مبتلا ہو جاتے (کیونکہ اگر ایسا جاں نثار بھی دوزخ جائے گا تو جنت کون جائے گا) لیکن ہوا یوں کہ جب جنگ ختم ہوئی وہ شخص خودکشی کر کے حرام کی موت مر گیا۔ یہ دیکھ کر لوگ رسول اللہ ﷺ کی طرف دوڑے اور عرض کی یا رسول اللہ بیشک اللہ تعالیٰ نے آپ کی بات کو سچ کر دکھایا ہے کہ وہ شخص حرام کی موت مر کر دوزخی ہوا۔ یہ سن کر اللہ تعالیٰ کے بچے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ اکبر میں گواہی دیتا ہوں کہ میں

اے بلال اٹھ اور اعلان کر کہ جنت میں وہی جائے گا جو مؤمن ہے اور بیشک اللہ تعالیٰ اس دین کی تائید وحمایت کسی فاجر شخص سے بھی کرا لیتا ہے۔

اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔

یا بلال قم فاذن لا یدخل الجنة الا مؤمن و ان

اللہ لیؤید هذا الدین بالرجل الفاجر۔

(صحیح بخاری، مشکوۃ ص ۵۳۴)

یعنی اے بلال اٹھ اور اعلان کر کہ جنت میں وہی جائے گا جو مؤمن ہے اور بے شک اللہ تعالیٰ اس دین کی تائید وحمایت کسی فاجر شخص سے بھی کرا لیتا ہے۔ (جیسے کہ اس دوزخی سے دین کی حمایت کرائی)

اس حدیث پاک کی شرح میں علامہ خطیب بغدادی نے فرمایا:

وکان من المنافقین

یعنی وہ شخص جس نے اسلام کی خاطر خوب جنگ کی وہ منافق تھا۔ (اس کا عقیدہ درست نہیں تھا)

اس حدیث پاک سے بھی ثابت ہوا کہ جس کا عقیدہ درست نہ ہو اس کی بخشش نہیں ہو سکتی۔ قابل غور بات ہے کہ اعمال صالحہ یعنی نماز روزہ وغیرہ میں سے فی سبیل اللہ جہاد کرنا اللہ تعالیٰ کی راہ میں جان مال قربان کرنا یہ سب اونچی نیکی ہے لیکن جس کا عقیدہ درست نہیں جس کے دل میں نفاق ہے ایسا شخص جنت میں نہیں جا سکتا۔ اس کی تائید میں دو اور حدیثیں بھی سن لیں کہ قیامت کے دن صحیح العقیدہ مؤمن کا حساب کس طرح ہوگا اور بدعقیدہ منافق کا حساب کس طرح ہوگا۔

تیسری حدیث پاک :

جس کے راوی سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ (صحیح العقیدہ) مؤمن کو اپنے قریب کرے گا اور اس پر اپنی رحمت کا دامن رکھے گا اور اس کو لوگوں سے چھپائے گا اور فرمائے گا اے بندے تو نے فلاں وقت فلاں گناہ کیا تھا فلاں وقت فلاں گناہ کیا تھا تو وہ بندہ اقرار کرتا جائے ہاں یا اللہ مجھ سے یہ گناہ بھی ہوا یہ بھی ہوا حتیٰ کہ وہ مؤمن گمان کرے گا اب میں بچ نہیں سکتا کہ اچانک اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے بندے میں نے تیرے گناہوں کو دنیا میں چھپائے رکھا اب میں نے ان گناہوں کو معاف کر دیا ہے۔ پھر اس کو نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔ (جس کی وجہ سے وہ جنت میں داخل کر دیا جائے گا)

لیکن کافروں اور منافقوں کے متعلق برملا فرمایا جائے گا اے لوگو سن لو! یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولا تھا لہٰذا ایسے ظالموں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔

چوتھی حدیث پاک :

جس کے راوی سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ منافق کو فرمائے گا اے فلاں کیا میں نے تجھے عزت نہ دی تھی؟ کیا میں نے تجھے سرداری نہ دی تھی؟ کیا میں نے تجھے تیری بیوی نہ دی تھی؟ کیا میں نے تجھے سواریاں نہ دی تھیں؟ تو وہ منافق کہے گا یا اللہ میں تجھ پر ایمان لایا۔ میں نے نمازیں پڑھیں۔ میں نے روزے رکھے، میں صدقہ وخیرات کرتا رہا، میں نے یہ کیا وہ کیا اس پر اللہ تعالیٰ فرمائے گا ٹھہر جا ہم تجھ پر گواہ پیش کرتے ہیں وہ سوچے گا وہ کون ہیں گواہ جو میرے خلاف گواہی

دیں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے فرشتو! اس کے منہ پر مہر لگا دو پھر حکم ہوگا اسکی ران کو کہو کہ گواہی دے اس کا گوشت پوست اور ہڈیاں بھی اسکے خلاف گواہی دیں تاکہ اس کا کوئی عذر باقی نہ رہے اور وہ شخص (بدعقیدہ) منافق ہوگا اور اس پر اللہ تعالیٰ ناراض ہوگا۔ (رواہ مسلم، مشکوٰۃ شریف صفحہ ۴۸۵)

ان دونوں احادیث مبارکہ سے روز روشن کی طرح واضح ہوا کہ دارومدار عقیدہ اور ایمان پر ہے عقیدہ درست ہوا تو ساری بگڑی بن جائے گی اور اگر عقیدہ درست نہ ہوا تو بخشش نہیں ہوسکتی۔

پانچویں حدیث پاک :

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جنگ میں قتل ہونے والے لوگ تین قسم کے ہیں۔ ایک وہ مؤمن جو اپنے مال و جان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتا ہے۔ وہ جب جنگ میں شہید ہو جاتا ہے تو وہ ایسا صابر شہید ہے جو عرش الٰہی کے نیچے عالی شان محل میں ہوگا اس کے درمیان اور نبیوں کے درمیان صرف نبوت کا فرق ہوگا۔

دوسرا وہ مسلمان جس کے اعمال خلط ملط ہوتے ہیں (کچھ اچھے کچھ بُرے) جب وہ جہاد کرتے شہید ہو جاتا ہے تو اس کے گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔

ان السیف محاللخطایا

کہ تلوار گناہوں کو مٹا دیتی ہے۔ ایسا شخص جنت کے جس دروازے سے چاہے جنت جاسکتا ہے۔

تیسرا وہ منافق ہے جو اپنی جان و مال کے ساتھ جنگ کرتا ہے وہ جب جنگ میں مارا جائے تو وہ دوزخ میں جائے گا۔

فذاک فی النار ان السیف لایمحوالنفاق.

(رواہ الدارمی، مشکوٰۃ شریف ص ۳۳۵)

یعنی دوزخ میں اس لیے جائے گا کہ تلوار نفاق کو نہیں مٹا سکتی۔

اے میرے عزیز اس حدیث پاک پر غور کر پھر غور کر کہ جس کا عقیدہ درست ہے وہ کتنا ہی گناہگار ہو تلوار لگتے ہی سارے گناہ معاف ہو گئے اور وہ جنتی ہو گیا لیکن جس کے دل میں نفاق ہو وہ اگر دوران جنگ لڑتا لڑتا مارا بھی جائے وہ جنت نہیں جاسکتا۔

اسی لیے بعض بزرگان دین نے فرمایا:

اول الامر الاعتقاد.

یعنی سب سے اوّل اور اہم چیز عقیدہ ہے لہٰذا اگر عقیدہ درست نہ ہوا تو بخشش نہیں ہوسکتی۔

اللھم احینا وامتنا علی معتقدات اھل السنۃ والجماعۃ واحشرنا معھم بمنک وفضلک وکرمک

اور نفاق وہ بیماری ہے جس کی وجہ سے دل میں رسول اللہ ﷺ کی عظمت اور محبت نہیں رہتی بلکہ محبت کی جگہ بغض پیدا ہو جاتا ہے۔

یا ارحم الراحمین۔

سوال

منافق کون ہوتا ہے اور نفاق کیا چیز ہے؟ دلائل سے سمجھایا جائے کیونکہ بعض لوگ منافق کی نشانیوں کو ہی نفاق کہہ دیتے ہیں۔ جن نشانیوں کا حدیث پاک میں ذکر ہے کہ منافق جب بات کرتا ہے جھوٹ بولتا ہے اور جب وعدہ کرتا ہے تو وعدہ خلافی کرتا ہے اور جب جھگڑا کرتا ہے تو گالی گلوچ کرتا ہے۔ وغیر ذالک

جواب

نفاق ایک قلبی (دل کی) بیماری ہے جس کا قرآن مجید میں یوں ذکر آیا ہے **فی قلوبھم مرض وزادھم اللہ مرضا**۔ (قرآن مجید)

یعنی منافقوں کے دلوں میں بیماری ہے اللہ تعالیٰ ان کی اس بیماری کو اور بڑھاتا ہے۔

وہ یوں کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کی عظمت وشان کو بڑھاتا رہتا ہے اور منافقوں کی بوجہ حسد وبغض بیماری بڑھتی رہتی ہے۔

چنانچہ تفسیر روح البیان میں ہے۔

وحسدا علی مایرون من ثبات امر الرسول ﷺ واستعلاء شانہ یوما فیوما فزاد اللہ غمھم بما زاد فی اعلاء امرہ ورفع قدرہ وان نفوسھم کانت مؤوفۃ بالکفر وسوء الاعتقاد ومعاداۃ النبی ﷺ۔ (روح البیان)

یعنی منافق لوگ جب نبی اکرم ﷺ کے دین کا ثبات اور سرکار کی رفعت شان کو دن بہ دن بڑھتا دیکھتے ہیں تو ان کے غم کی بیماری بھی اتنی ہی بڑھتی رہتی ہے جتنا سرکار کا مرتبہ اور مقام بڑھتا رہتا ہے اور منافقوں کے نفوس بوجہ کفر اور بدعقیدگی کے اور بسبب رسول اللہ ﷺ کی دشمنی کے موؤف ہو چکے ہیں۔ نیز میاں عبدالرشید صاحب نے فرمایا:

منافق وہ ہیں جو اسلام کے دعویدار تو ہیں مگر انکے دل حضور اکرم ﷺ کی محبت سے خالی ہیں۔

اور الصارم المسلول میں ہے **لان الایمان والنفاق اصلہ فی القلب** . (الصارم المسلول لابن تیمیہ ص ۳۴)

یعنی ایمان اور نفاق کا تعلق دل سے ہے۔

اس سے ثابت ہوا کہ نفاق صرف نشانیوں کا نام نہیں بلکہ یہ ایک قلبی چیز اور روحانی بیماری ہے اور یہ ایسی بیماری ہے جس کی وجہ سے انسان کافروں سے بھی بدتر ہو جاتا ہے۔

چنانچہ قرآن مجید میں ہے:

ان المنافقین فی الدرک الاسفل من النار

بے شک منافق لوگ دوزخ میں کافروں سے بھی نیچے ہوں گے۔

اور الصارم المسلول میں ہے: **لان المنافقین اسوٴ حالا من الکفار** . (ص ۱۷۶)

اور نفاق وہ بیماری ہے جس کی وجہ سے دل میں رسول اللہ ﷺ کی عظمت اور محبت نہیں رہتی بلکہ محبت کی جگہ بغض پیدا ہو جاتا ہے۔ جیسے کہ پیچھے مذکور ہوا۔ جس کی وجہ سے منافق حبیب خدا سید انبیاء ﷺ کی شان رفیع کو گھٹانے میں لگا رہتا ہے کیونکہ نفاق کی

خصلت ہی ایسی ہے: النفاق یورث الاعتراض یعنی نفاق اعتراض پیدا کرتا ہی رہتا ہے۔ جیسے کہ مولانا سیّد غلام جیلانی شاہ صاحب نے ایک واقعہ بیان فرمایا۔

واقعہ

مولانا سیّد غلام جیلانی شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ میرے استادگرامی قدر مولانا سیّد احمد سعید شاہ صاحب کاظمی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے سید دوعالم ﷺ کی زیارت کرائی تھی وہ یوں کہ میں راولپنڈی کے ایک دینی مدرسہ میں پڑھتا تھا وہاں کا استاد بہت گستاخ تھا وہ اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ کی شان میں ایسی باتیں کہہ جاتا تھا جن باتوں کو لکھتے ہوئے قلم لرز جاتا ہے۔ مولانا سیّد غلام جیلانی شاہ صاحب نے فرمایا میں نے یہ سارا واقعہ گولڑہ شریف میں حاضر ہو کر حضرت بابو جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کیا تو آپ نے فرمایا اگر ایمان بچانا ہے تو اس مدرسہ کو چھوڑ دو میں نے پوچھا کہ پھر میں کدھر جاؤں تو بابو جی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا آپ ملتان شریف میں علامہ کاظمی شاہ صاحب کے مدرسہ میں جائیں اور وہیں جا کر پڑھیں چنانچہ میں جب ملتان شریف حاضر ہوا تو حضرت علامہ کاظمی شاہ صاحب نے حالات پوچھ کر فرمایا اچھا ہوا کہ ایمان بچا کر نکل آئے۔ مولانا غلام جیلانی شاہ صاحب فرماتے ہیں میں نے پوچھا وہاں کونسی بات تھی کہ میرا ایمان ضائع ہو جاتا حضرت کاظمی شاہ صاحب نے فرمایا کہ ہم لوگ حضور ﷺ کے کمالات بیان کرتے ہیں اور وہ لوگ کوشش کرتے ہیں کہ سرکار نبی کریم ﷺ میں نقص اور عیب ڈھونڈ نکالیں (العیاذ باللہ) بتاؤ تمہیں حضور نبی کریم ﷺ کے کمالات پسند ہیں یا آپ پر عیب وافترا پسند ہے میں نے کہا مجھے تو کمالات پسند ہیں اس پر غزالی زماں نے فرمایا آج رات تم سو گے تو انشاء اللہ تمہیں سید الانبیاء ﷺ کی زیارت نصیب ہوگی سرکار خود کرم فرمائیں گے تو خود حضور سے پوچھ لینا کہ کہاں پڑھنا بہتر ہے۔ سید غلام جیلانی شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ میں جب سویا تو اسی رات حضور ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوا سرکار ﷺ نے جو پہلی بات فرمائی وہ یہ تھی: اچھا ہوا تم اس مدرسہ میں سے آ گئے تمہارا ایمان بچ گیا۔ یہ سن کر میں نے خواب میں ہی عرض کیا حضور وہاں (پہلے مدرسہ میں) کونسی خرابی تھی؟ جس سے میرا ایمان ضائع ہو جاتا اس پر سرکار دوعالم ﷺ نے فرمایا وہ لوگ مجھ میں عیب ڈھونڈتے اور نقص تلاش کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں اور (حضرت غزالی زماں) کی طرف اشارہ کر کے فرمایا جبکہ یہ لوگ میرے کمالات تلاش کرتے اور بیان کرتے رہتے ہیں بتاؤ تمہیں میرے کمالات سننا پسند ہیں یا عیب سننا میں نے عرض کیا حضور مجھے آپ کے کمالات پسند ہیں۔

سیّد غلام جیلانی شاہ صاحب نے فرمایا جب میں غزالی زماں (علامہ کاظمی شاہ صاحب) کے پاس سبق پڑھنے کیلئے حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا رات والے خواب کا حال سناؤ۔ میں نے سارا خواب بیان کیا تو بہت خوش ہوئے اور مجھے سرکار ﷺ کی زیارت پر مبارکباد دی اور فرمایا میں نے بھی تو یہی بتایا تھا۔

(ماہنامہ السعید ملتان، فروری ۱۹۹۸ء)

اسی بیماری کی وجہ سے منافقین جب احادیث مبارکہ میں

رحمۃ للعالمین ﷺ کی شان و عظمت دیکھتے ہیں تو اگر مگر کے چکر چلا کر ماننے سے انکار کر دیتے ہیں۔ چنانچہ نور بصیرت والوں نے فرمایا جو نبی علیہ السلام کا کلمہ نہ پڑھے وہ کافر ہے اور جو نبی علیہ السلام کی شان کو نہ مانے وہ منافق ہے۔

اور نفاق ایک ایسی بیماری ہے جو انکار و اعتراض پیدا کرتی ہے۔ الانفاق یورث الاعتراض والانکار۔

(تفسیر روح البیان)

اور اس کے برعکس ایمان ہے جو کہ انکار اور اعتراض کی جڑ کاٹ دیتا ہے۔

تفسیر روح البیان میں ہے: الایمان یقطع الانکار والاعتراض ظاهراً و باطناً۔

کیونکہ ایمان ہے اقرار باللسان اور تصدیق بالقلب یعنی زبان کے ساتھ اقرار کرنا اور دل سے تصدیق کرنا اور تصدیق کہتے ہیں گرویدگی کو۔ (مقدمہ فتاوی عالمگیری)

نیز الصارم المسلول میں ہے:

التصديق هو تعظيم الرسول واجلاله۔

(الصارم المسلول ص ۵۱۸)

تصدیق نام ہے حبیب خدا ﷺ کی تعظیم اور توقیر کا اور جب مؤمن کے دل میں رحمت کائنات سید العالمین ﷺ کی تعظیم و توقیر بیٹھ جائے گی تو سارے اعتراضات وغیرہ خود بخود ختم ہو جائیں گے۔ جیسے کہ ابوجہل نے معراج کا واقعہ سنا اور بھاگا بھاگا سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کے پاس پہنچا اور واقعہ معراج بیان کر کے پوچھا:

اے ابوبکر! اب آپ کا کیا خیال ہے تو فرمایا: میں اس کو اول تا آخر مانتا ہوں کیونکہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ سارے صدیقوں کے سردار ہیں تو دل میں کیسے کوئی اعتراض یا انکار رہ سکتا تھا۔

الحاصل مؤمن کے دل میں جب رسول مکرم حبیب معظم رحمت دو عالم ﷺ کی تعظیم و توقیر بیٹھ جاتی ہے تو وہ ہر شان و عظمت والی بات کو دل سے مان لیتا ہے بلکہ جتنی عظمت و رفعت کی باتیں دیکھتا سنتا ہے اس کا دل باغ باغ ہو جاتا ہے۔ سید وسندی محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے:

اگر تم نے دیکھنا ہو کہ مؤمن کون ہے اور بدعقیدہ کون ہے تو کسی مجمع میں سید دو عالم رحمت کائنات ﷺ کی صحیح احادیث مبارکہ سے شان بیان کرو اور پھر لوگوں کے چہروں کی طرف دیکھو۔ جس کا چہرہ کھل گیا ہے وہ ہشاش و بشاش ہو رہا ہے وہ پکا مؤمن ہے اور جس کے چہرے پر ناخوشی کے آثار ہوں وہ کبیدہ خاطر ہو رہا ہو وہ بدعقیدہ اور منافق ہے۔

سوال

یہ بات تسلیم کرتے ہوئے کہ نجات کا دارومدار عقیدے پر ہے لیکن ہر گروہ ہر جماعت والے یہی دعوے کرتے ہیں کہ ہم حق پر ہیں۔ ہمارا عقیدہ صحیح اور سچا ہے تو کیوں نہ کہا جائے کہ سارے کلمہ گو حق پر ہیں اور سب بخشش کے حقدار ہیں۔

جواب

یہ کہنا کہ سارے گروہ اور ساری مذہبی جماعتیں حق پر ہیں اور سب کی بخشش ہو جائے گی یہ سراسر غلط اور قرآن وحدیث کو جھٹلانے کے مترادف ہے کیونکہ قرآن مجید میں کلمہ گو نمازیوں، روزہ داروں کے متعلق فرمایا ہے۔ ان المنافقین فی الدرک الاسفل من النار ۔

بیشک منافق لوگ دوزخ میں سب سے نیچے درجے میں ہونگے۔

نیز قرآن مجید میں ہے: وعد اللہ المنافقین والمنافقات والکفار نار جھنم ۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے منافق مردوں اور منافق عورتوں سے دوزخ کا وعدہ کر رکھا ہے۔

نیز قرآن مجید میں ہے: ویعذب اللہ المنافقین والمنافقات والمشرکین والمشرکات ۔

یعنی اللہ تعالیٰ منافق مردوں اور منافق عورتوں کو نیز مشرک مردوں اور مشرک عورتوں کو عذاب میں ڈالے گا۔

نیز قرآن مجید میں ہے: ان اللہ جامع المنافقین والکافرین فی جھنم ۔

یعنی بیشک اللہ تعالیٰ منافقوں اور کافروں کو دوزخ میں اکٹھا کرے گا۔

مندرجہ بالا آیات قرآنیہ میں غور کریں کہ منافقوں کا کیا انجام ہوگا۔ حالانکہ منافق لوگ کلمہ گو ہیں، نمازیں پڑھتے ہیں روزے رکھتے ہیں، حج کرتے، زکوٰۃ دیتے اور جنگوں میں بھی شریک ہوتے ہیں۔ جب ایسے نمازیوں، روزہ داروں کا یہ انجام ہے تو یہ کہنا سراسر غلط ہوگیا کہ ہر کلمہ گو بخشش کا حقدار ہے۔ زاں بعد حدیث مبارکہ سن لیجئے تاکہ دل میں کسی قسم کا شبہ نہ رہ جائے۔

حدیث پاک:

ان بنی اسرائیل تفرقت علی ثنتین وسبعین ملة وتفترق امتی علی ثلاث وسبعین ملة کلھم فی النار الاملة واحدة قالوا من ھی یا رسول اللہ قال ما انا علیه واصحابی. (رواہ الترمذی)

وفی روایة احمد وابی داؤد عن معاویة ثنتان وسبعون فی النار وواحدة فی الجنة وھی الجماعة۔

(مشکوٰۃ باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ)

یعنی فرمایا رسول اللہ ﷺ نے بیشک بنی اسرائیل بہتر گروہوں میں بٹ گئے اور میری امت تہتر گروہوں میں بٹ جائے گی جن میں سے بہتر گروہ دوزخ جائیں گے اور صرف ایک جنت میں جائے گا۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ نجات پانے والا گروہ کون ہوگا تو فرمایا وہ گروہ ہے جو میرے اور میرے صحابہ کرام کے طریقے پر ہوگا اور اس کا نام جماعت ہے۔

الحمد للہ رب العالمین! اس حدیث پاک سے روز روشن کیطرح واضح ہوا کہ سارے کلمہ گو حق پر اور جنتی نہیں بلکہ ان تہتر گروہوں میں سے صرف ایک گروہ ہے جو بخشش کا حقدار ہے باقی سب دوزخی ہیں۔ نیز اس مندرجہ بالا حدیث اور قرآن پاک کی

آیات مبارکہ سے ثابت ہوا کہ یہ پروپیگنڈا سراسر غلط ہے کہ سارے ہی بخشش کے حقدار ہیں۔

اے میرے مسلمان بھائی! مندرجہ بالا چاروں احادیث مبارکہ پر غور کرو اور سوچ پھر سوچ کہ یہ ارشادات مبارکہ کسی فرقہ باز ملاں مولوی کے نہیں بلکہ یہ اس اصدق الصادقین ﷺ کے ارشادات مبارکہ ہیں جس کا کلمہ پڑھ کر ہم مسلمان کہلاتے ہیں اس کے باوجود اگر تو یہی رٹ لگاتا ہے کہ سب ٹھیک ہیں سب جنت کے حقدار ہیں تو تو خود بدعقیدہ ہے تو درپردہ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ﷺ کو (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) غلط کہہ رہا ہے (خاک بدہن گستاخ) اللہ تعالیٰ ہم سب کو باادب رکھے۔ فقیر ابوسعید غفرلہٗ

نیز یہ فرمان کہ جنتی گروہ وہ ہے جو میرے اور میرے صحابہ کرام کے طریقے پر ہوگا۔

الحمد رب العالمین وہ گروہ اہلسنت وجماعت کا ہے کیونکہ تمام صحابہ کرام ادب میں رنگے ہوئے تھے اگر کسی وقت رسول اکرم ﷺ نے صحابہ کرام سے پوچھا تاؤ یہ کون سا دن ہے یا کونسی جگہ ہے تو صحابہ کرام کا جواب ہوتا: اللہ ورسولہ اعلم

یعنی اللہ تعالیٰ اور اس کا پیارا رسول جانتے ہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے یہ کبھی بھی نہیں کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ جانے رسول کو کیا خبر لہذا ایسا کہنے والے کہ رسول کو کیا خبر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے طریقے پر ہرگز ہرگز نہیں ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اہلسنت وجماعت گروں کے ساتھ وابستہ رکھے کیونکہ یہی گروہ ناجی ہے یہی جنت جائے گا۔

اللھم ثبتنا علی معتقدات اھل السنة واحشر نا معھم بمنک وفضلک وکرمک ورحمتک یا ارحم الراحمین بجاہ من اتخذتہ حبیبًا فی الدنیا والآخرۃ. صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وازواجہ الطاھرات امھات المؤمنین الی یوم الدین والحمد للہ رب العالمین.

سوال

اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ نجات پانے والا گروہ صرف اہلسنت وجماعت ہے؟

جواب

اس کا ثبوت رسول اللہ ﷺ کی حدیث پاک سے نیز علمائے کرام محدثین عظام اور بزرگانِ دین کے اقوال مبارکہ سے پیش کیا جاتا ہے۔

حدیث پاک:

عن ابن عمر عن النبی ﷺ قال تبیض وجوہ اھل السنة وتسود وجوہ اھل البدع۔

(تفسیر مظہری سورہ آل عمران)

زیر آیت مبارکہ یوم تبیض وجوہ وتسود وجوہ.

یعنی قیامت کے دن اہلسنت کے چہرے چمکتے ہونگے اور بدمذہبوں کے چہرے سیاہ ہونگے۔

(جاری ہے)

غوث الاعظم

ایک شخصیت ایک تحریک

علامہ نور احمد قادری

پیران پیر سیدنا غوث الاعظم محبوب سبحانی قطب ربانی محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ تمام اولیاء اللہ کے سرتاج ہیں آپ کا عالمگیر روحانی انقلاب ہمارے لئے مشعل ہدایت ہے آپ کے روحانی فیض سے دنیا کی بے شمار قومیں حلقہ بگوش اسلام ہو کر ملت اسلامیہ کا جز بنیں اور انقلابی رفتار سے دین اسلام دنیا کے دور دراز گوشوں تک پھیل گیا اور عالم اسلام وسیع سے وسیع تر ہو گیا روحانی کرامات کے ذریعہ دنیا بھر میں اسلام کو انقلابی رفتار سے پھیلانا آپ کا عظیم الشان کارنامہ ہے۔

حدیث مبارکہ میں حضور سرور کون و مکاں فخر موجودات رحمت عالمیاں تحیہ دور زماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے۔

"**لا نبی بعدی**" یعنی میرے بعد کوئی نبی نہ آئے گا بس نبوت حضور ﷺ پر ختم ہو چکی حضور ﷺ خدائے تعالیٰ کے سب سے آخری نبی ہیں افضل انبیاء ہیں مگر نبوت کا مشن یعنی اعلائے کلمۃ الحق بلند ہوتے رہنا کفر کے ظلمت کدوں میں نور حق کی روشنی پھیلتے رہنا گمراہ انسانیت کو لاکھوں کی تعداد میں صراط مستقیم پر لاتے رہنا جو سراسر روحانی انقلاب ہے ان علمائے ربانی کے ذریعہ برابر جاری رہا جو کلام الٰہی کی آسمانی اصطلاح میں۔ اولیاء اللہ۔ اور کاملین عشق الٰہی کہلاتے ہیں۔ جنکی شاہراہ عمل "شریعت" کو سربلند رکھنے کی منزل سے شروع ہو کر "طریقت سے گزرتی ہے اور معرفت" کے بلند ترین مقام پر پہنچ کر "حقیقت کے سمندر میں جا ملتی ہے۔ جہاں نوری نور ہے ابدیت ہے اور دوام ہے۔ جس کی نشاندہی لسان الغیب حافظ شیرازی نے یوں کی ہے۔

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدہ عالم دوام ما
(حافظ شیرازی)

"خلافت راشدہ" کا مقدس دور گزر جانے کے بعد جب مسلمانوں میں بھی قیصر و کسریٰ کے نمونہ کی موروثی ملوکیت اور شہنشاہیت پیدا ہو گئی تو صیف اقدار سے وہ جوش کردار اور جذبہ

روحانیت بھی رفتہ رفتہ مفقود ہوتا چلا گیا جس نے کبھی جعفر طیار کی آواز میں شہنشاہ حبشہ کو پیغام حق سنایا تھا اور کبھی دحیہ کلبی، کے مجاہدانہ انداز میں قیصر روما کو مسلمان ہونے کی دعوت دی تھی اور کبھی عبداللہ بن حذیفہ اور مغیرہ کے روپ میں فارس کے شہنشاہ کسریٰ کو اسلام قبول کرنے کی طرف رجوع کیا تھا اور ہاں جس نے بھی عبدالرحمن بن عکاظر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولولہ انگیز تقریر کے ذریعے فغفور چین کو خوف الٰہی سے لرزہ براندام کیا تھا ملک مصر وشام اور عراق ویمن کو حلقہ بگوش اسلام کیا تھا۔ فلسطین کے پادریوں سے اسلام کی صداقت منوائی تھی۔

آں مسلماناں کہ میری کردہ اند
در شہنشاہی ہی فقیری کردہ اند
(علامہ اقبال)

خلافت بنی امیہ کے بعد جب خلافت عباسیہ کا دور آیا تو اس عہد کے بعض قیصر صفت مسلمان حکمرانوں نے اسلام کے بڑے بڑے مقدس آئمہ مثلاً حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہم ایسی جامع کمالات حق گو ہستیوں کو حق بات کہنے پر اپنے درباری اور خوشامدی علماء (جن میں سے کوئی معتزلی عقیدہ رکھتا اور کوئی خارجی) کی شہ سے بڑی بڑی اذیتیں پہنچائی، جیل میں ڈالا جلاوطن کیا اور ننگی پیٹھ پر کوڑے لگوائے، قرآن مجید سے کھلا ہوا انحراف ہونے لگا اور حدیث پاک سے بھی انکار کرنے والے شیاطین خروج کرنے لگے ان معتزلیوں اور خارجیوں کا عقیدہ صاحب اختیار واقتدار طبقہ میں پھیلنے لگا۔ جو یوں کہنے کو تو نام کے مسلمان ہی تھے مگر یہود و نصاریٰ کے طبقہ سے سازش کے طور پر مسلمانوں کی صف میں داخل ہوئے تھے تا کہ اسلام کی بڑھتی ہوئی اشاعت کو روک سکیں اور اسی لیے وہ اسلام کے روحانی نظام کے بدترین مخالف تھے اور سنت کے خلاف اپنے مخصوص عقائد کے حامل تھے کم علم عام مسلمان بھی ان کے جال میں پھنسنے لگے کیونکہ ان معتزلیوں اور خارجیوں کے علماء بھی اپنے گمراہ کن عقائد کو اسلام کا نام دیکر اور ''اسلامی'' کہہ کر ہی پھیلاتے تھے حالانکہ وہ ان کے اپنے گمراہ کن عقائد تھے اور یہ فی الحقیقت ایک بہت بڑی اور خطرناک سازش تھی اسلام کے اس روحانی نظام اور سنت کے خلاف جس پر کاربند ہو کر عہد رسالت اور پھر عہد خلافت راشدہ میں ''اصحاب صفہ'' کی جماعت عہد رسالت میں ان صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی ایک مخصوص جماعت تھی جنہوں نے حضور پاک ﷺ سے دینی تعلیم حاصل کر کے اپنی زندگیوں کو اسلام پھیلانے اور دین کی تبلیغ کرنے کیلئے وقف کر دیا تھا۔ اور اس تبلیغ دین کیلئے تیاری کے طور پر ظاہری اور باطنی کمالات کے حصول کی غرض سے ہمہ وقت عبادت وریاضت ذکر و فکر عشق رسول ﷺ اور عشق الٰہی میں مستغرق رہتے پھر دیار و امصار میں جا کر مؤثر طریقہ پر بے لوث ہو کر تبلیغ اسلام کرتے اور اپنے کمال روحانیت کے ذریعہ کفار و مشرکین کو حلقہ بگوش اسلام کرتے اور عہد رسالت ﷺ اور اس کے بعد پھر عہد خلافت راشدہ میں جابجا ممالک میں اسلام، ''اصحاب صفہ'' ہی کی جماعت نے پھیلایا اور پھر اسلام کے اولیاء اللہ جو بعد کے دور میں بڑے اسلام کے پھیلانے والے ہوئے ہیں اسی سنت پر عمل پیرا رہے اور ''اصحاب صفہ'' کے طریق پر دین پھیلانے میں ان کا انہوں نے مکمل اتباع کیا انہی کے اتباع میں ان کا عبادت وریاضت میں مستغرق رہنا

اور منازل عشق طے کرنے میں فنافی الرسول اور فنافی اللہ ہو کر ظاہری وباطنی کمالات روحانی سے مزین ہونا اور پھر دور دراز جا کر اسلام پھیلانا وغیرہ۔ "اصحاب صفہ" کی اسی مقدس عملی اور طریقتی نسبت کے سبب ہی وہ تصوف اسلام کی اصطلاح میں "صوفیہ" یا صوفیائے کرام کہلاتے ہیں۔ یعنی اولیاء اللہ اور واصلین حق۔

یہ بات وضاحت کے طور پر درمیان میں بیان کرنی پڑی جو یہاں علمی تاریخی لحاظ سے بہت ضروری تھی ورنہ سلسلہ بیان چل رہا تھا۔ "خلافت عباسیہ" کے عہد سے متعلق جبکہ خارجیوں اور معتزلیوں کے فتنوں نے اسلام ہی کے نام کا ڈھونگ رچا کر اسلام ہی کو زبر دست زک پہنچائی تھی، اور اس کے اس روحانی نظام کو زبر دست صدمہ پہنچایا تھا جو اتباع سنت کا آئینہ دار تھا اور "اصحاب صفہ" کا تبلیغی شعار تھا لہٰذا معتزلیوں اور خارجیوں کے فتنوں کے سبب اس عہد عباسیہ میں اسلام کی سابقہ پرزور اشاعت قریب قریب ختم ہو کر رہ گئی تھی امراء کا طبقہ بھی اس فتنے سے متاثر اور روحانیت سے بے بہرہ ہو کر بے راہ رو ہو گیا تھا اور ذہنی خلفشار کا شکار تھا غرض اسلام کا اقتدار جس کا اوّلین فرض اشاعت دین کے ذریعہ ظلمت کفر کو مٹانا روح انسانی کو جگانا، صفات آدمیت کو چمکانا اور لوائے حق کو سربلند کرنا ہے وہ اس عہد میں غفلت دنیاوی کی بھول بھلیوں میں گم ہو چکا تھا دولت کی بے محابہ فراوانی اور رومن طرز کے عیش ونشاط کے سبب احساس روحانیت مر چکا تھا منصب وامارت اور دولت وثروت کے نشہ نے حریت عبودیت بیداری، پرہیز گاری، جوش کردار، صداقت عمل اور راست بازی کے وہ اعلیٰ جوہر چھین لئے تھے جو عہد رسالت ﷺ اور خلافت راشدہ کے دور میں کفرستان میں بے دھڑک جا کر نور اسلام پھیلانے والوں کے عظیم باکرامت روحانی کردار کا طرہ امتیاز ہوا کرتے تھے۔ کبر وغرور، شراب نوشی، عیش کوشی، حدود شرع کو توڑنا جوڑ توڑ اور ساز باز کرنا، جھوٹی خوشامد سے دلوں کو لبھانا، خوف الٰہی سے نڈر ہو جانا آخرت کے محاسبہ کو بھول جانا۔ خود پسند ہو جانا ان اعلیٰ طبقوں کا شیوہ زندگی بن چکا تھا جن کے ہاتھ میں عنان حکومت تھی اور جمہور عوام کی قیادت تھی اہل علم بھی زیادہ تر علمائے سو ہو کر رہ گئے تھے۔ پڑھنا اور پڑھانا بھی دین حق پھیلانے کی غرض وغایت سے ہٹ کر صرف دنیاوی اعزاز وجاہت حاصل کرنے منصب طلبی اور مال ودولت اکٹھا کرنے کی غرض پر مملو ہو کر رہ گیا تھا۔ اور وہ روحانیت جس کے بغیر کمالیت انسانی ناممکن ہے معتزلی اور خارجی دانشوروں کے مکروہ انکار کے پروپیگنڈہ کے سبب مضحکہ خیز سمجھی جانے لگی تھی۔ عبادت وریاضت جو روحانیت کے حصول مدارج کا ذریعہ ہے انہی وقت کے معتزلیوں اور خارجیوں کے عقائد کے پھیلاؤ کے سبب لایعنی متصور کی جانے لگی ہر شعبہ اخلاق وکردار پر جمود طاری ہو گیا مسلمان مسلمانیت کی منزل بھول گیا اور نفسانفسی کا یہ عالم ہو گیا کہ

آسماں راہ حق بود گر خوں ببارد بر زمیں

(شیخ سعدی شیرازی)

عالم اسلام پر اہل اسلام کے اقتدار کے باوجود جب روحانیت ونورانیت کے میدان میں جمود وقنوط اس درجہ طاری ہو گیا تو وعدۂ رسالت ﷺ پناہی کے مطابق رحمت حق جوش میں آ گئی اور خالق کون ومکاں نے سرتاج انبیاء پر نازل ہونے والے اپنے آخری پیغام یعنی "دین اسلام" کو دوبارہ پوری آب وتاب روحانیت کے

ساتھ چمکانے کیلئے سرتاج اولیاء پیران پیر دستگیر سیدنا غوث الاعظم محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی قطب ربانی رحمۃ اللہ علیہ کو سرزمین فارس (ایران) کی چھوٹی سی بستی ''گیلان'' (جو بزبان عربی ''جیلان'' ہے میں ۴۷۱ھ میں رمضان المبارک کی مبارک ساعتوں میں پیدا فرمایا۔ رویت ہلال کے ساتھ غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا آفتاب ولایت عظمیٰ طلوع ہوا اور ظلمت الحاد وزندقہ سے بیزار ماحول دنیا کو نور معرفت الٰہی سے چمک اٹھنے کا سہارا ہو گیا۔

سلطان الہند خواجہ خواجگان حضرت خواجہ غریب النواز معین الدین چشتی حسن سنجری اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کے عظیم ترین خلیفہ اور شیخ الاسلام حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے پیر طریقت حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سرتاج اولیاء سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقام غوثیت عظمیٰ کی نشاندہی کرتے ہوئے اپنے کلام معرفت نظام میں فرماتے ہیں۔

غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ درمیان اولیاء
چوں پیغمبر علیہ السلام درمیان انبیاء

علم حدیث کی مشہور کتاب ''شرح مشکوٰۃ شریف'' کے مرتب اپنے وقت کی دنیائے اسلام کے عظیم عالم ربانی اور ہند کے قدیم سلاطین اسلام کے عہد کے ایک عظیم ولی اللہ اور صاحب کرامت درویش حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی سلسلہ میں یوں فرمایا ہے۔

غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ در اولیاء ممتاز
چوں پیمبر علیہ السلام در انبیاء ممتاز

سرتاج اولیاء سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے علم وفضل اور روحانیت کے نام ظاہری اور باطنی کمالات اعلیٰ ترین حیثیت سے ایک معتد بہ زمانہ تک حاصل کرتے رہنے کے بعد پھر جو اشاعت دین کی عالمگیر خدمت انجام دی اور دنیا کے بڑے بڑے کفرستان کو مشرف بہ اسلام کر کے عالم اسلام کو وسیع سے وسیع کر دیا ،تاریخ اسلام کا ایک بے مثل زرین باب ہے۔ آپ کا ''عالمگیر روحانی انقلاب'' جو آپ کے اسلام پھیلانے اور دین حق کو دنیا کے گوشہ گوشہ میں پہنچا دینے کی کامیاب ترین اور موثر و باکرامت تبلیغ پر مملو ہے آپ کے اس عظیم روحانی مشن کے ذریعے برپا ہوا جو ''تصوف اسلام'' کی تاریخ میں ''سلسلہ عالیہ قادریہ'' کے عنوان سے مشہور ہے اور اس کے مشربی ''قادری'' کہلاتے ہیں۔ یہ کوئی فرقہ، کوئی نیا مذہب یا کوئی ذات پات نہ تھی بلکہ ایک روحانی نظام SPIRTUAL ORDER تھا اور اب تک ہے جس نے دین اسلام کو شہنشاہی جمود وقنوط سے نکال کر چار دانگ عالم میں انقلابی رفتار سے پھیلا دیا، انقلابی رفتار سے مراد یہاں تیز رفتاری کے ہیں یعنی یہ کہ اپنے ایک ایک واقعہ روحانی کرامت سے آپ نے ایک دن میں اسی اسی ہزار بلکہ بعض بعض دفعہ پوری کی پوری غیر مسلم قوم جس کی تعداد لاکھوں سے اوپر نفوس پر مشتمل ہوتی تھی مسلمان کی۔ اور یہ انقلابی رفتار سے اسلام پھیلانا آپ کا باکرامت تبلیغ کے ذریعہ صرف بغداد ہی تک محدود نہ تھا بلکہ اس وقت کی پوری دنیا پر محیط تھا۔ یہ انقلاب آپ کا عالمگیر روحانی انقلاب تھا۔

چنانچہ امت اسلامیہ کے حق میں آپ کا یہ عالمگیر روحانی انقلاب تین پہلو رکھتا ہے یعنی ۔ (۱) تعمیر (۲) توسیع اور

(۳) سربلندی

"تعمیر" سے مراد شخصیت کی تعمیر ہے انسان کی شخصیت "جسم اور روح" کا مجموعہ ہے اور اس لئے یہ تعمیر بھی دو پہلو رکھتی ہے یعنی "تہذیب جسم" اور "تہذیب روح" تہذیب جسم کیلئے اخلاق وکردار اور ذہن و دماغ کی تعمیر یا تربیت ضروری ہوتی ہے جو حسن عمل اور تعلیم کے اعلیٰ مدارج طے کرنے سے حاصل ہوتی ہے اور تہذیب روح کے حصول کیلئے خلوص نیت کے ساتھ عبادت الٰہی ریاضت، ذکر و فکر، زہد و تقویٰ یعنی پرہیز گاری ہر گناہ کی راہ سے بچنا، اطاعت شعاری کرنا اور شریعت پر کاربند رہ کر عشق رسول ﷺ سے سرشار رہنا اور بزرگان دین اولیائے کاملین کے نقش قدم پر چلنا مراد ہے جو ذوق و شوق کی حد سے گزر کر جب سراپائے عشق بن جاتا ہے تو مرد مؤمن کو عظمت و کرامت کے اس اعلیٰ مقام پر پہنچا دیتا ہے جہاں پہنچ کر وہ خدائے تعالیٰ کی مرضی دانوں میں یہ درجہ پالیتا ہے کہ۔

خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے

(اقبال)

اس ضمن میں آپ کی حیات مقدسہ کی تاریخ روشن ہے اور بتاتی ہے کہ پہلے آپ نے اپنی شخصیت کی تعمیر فرمائی۔ جس بزرگ اور باعظمت خاندان میں پیدا ہوئے، پروان چڑھے، پرورش پائی اور زمانہ طفلی گزارہ وہ حسنی حسینی سادات کرام کا ایسا گھرانہ تھا جو اتباع شریعت اور اہتمام اتباع سنت کے اعتبار سے ایک مایہ الامتیاز رکھتا تھا زہد و ورع، تورّع اور تشرّع میں مشہور تھا۔ گیلان (یا جیلان) کی پوری بستی انہیں اپنا دینی رہبر مانتی تھی آپ کے والد ماجد حضرت سید ابوصالح موسیٰ جنگی دوست اپنے وقت کے بہت بڑے عالم ربانی اور مجاہد اسلام تھے جن کی عمر کا بہت بڑا حصہ عبادت و ریاضت خدمت دین اور جہاد فی سبیل اللہ میں گزرا اور اسی طرح آپ کی والدہ ماجدہ ایک بہت بڑے ولی اللہ عبد اللہ الصومعی کی بیٹی تھیں اور وہ علوم ظاہری و باطنی سے مرصع تھیں قرآن کریم کی حافظ اور بے انتہا عبادت گزار اور پرہیز گار تھیں ہر شب شب بیداری میں گزارتیں اور ایک قرآن کریم روزانہ ختم کرتیں، اس طرح غوث پاک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جس گھر کے ماحول کی آغوش میں پرورش پائی وہ خود عبادت و ریاضت تقویٰ و پرہیز گاری اور شب بیداری کا ماحول تھا۔ بچپن ہی سے آپ کو اتباع طریقت اور اہتمام سنت کی تربیت دی گئی آپ اپنے لڑکپن ہی سے بڑے متورع متشرع، زاہد و عابد، پرہیز گار اور شب بیدار تھے۔ آپ نے حسن اخلاق کی تربیت آغوش مادر ہی میں پائی۔ دینی اور دیگر علوم کی شروع کی تعلیم اپنی والدہ ماجدہ سے حاصل کی آپ کے والد ماجد ایک جہاد فی سبیل اللہ میں شہید ہو گئے۔ آپ کا بچپن یتیمی کی آزمائشوں سے گزرا۔ آپ اپنی والدہ کا بڑا احترام کرتے۔ کبھی ان کے سامنے اونچی آواز سے نہ بولتے۔ ماں کو بھی اپنے بیٹے (آپ) سے بے حد محبت تھی۔ کبھی آپ کو اپنی نظروں سے اوجھل نہ ہونے دیتیں۔ ان کو اپنی روحانی بصیرت کے ذریعہ معلوم تھا کہ میرا بیٹا بڑا ہو کر اسلام پھیلانے کی بہت بڑی خدمت انجام دے گا اس لئے وہ آپ کو اعلیٰ سے اعلیٰ تربیت دیتیں اور ان بڑے بڑے مجاہدین اسلام اور اولیاء اللہ کے واقعات آپ کو اس بچپنے کی تعلیم کے دوران سنایا کرتیں جو خود انہوں نے اپنے بزرگوں سے اپنی تعلیم و تربیت کے دوران سنے تھے۔ اس طرح خدمت دین کی خاطر ہر گونہ کمالات کے حصول کی اُمنگ بچپن ہی سے آپ کے دل میں پیدا ہوتی رہی یہاں تک کہ جب آپ کا سنِ عمر زندگی کی گیارہویں منزل میں پہنچا تو حضور پاک ﷺ کی حدیث مقدسہ کے اس حکم۔ "**اطلب العلم ولو کان بالصین**"

"علم حاصل کرو خواہ حصول علم کیلئے تم کو چین جیسے دور دراز ملک ہی کا سفر کیوں نہ کرنا پڑے۔

لوگ دنیاوی جاہ ومنصب کی طلب میں اعلیٰ تعلیم حاصل کرتے ہیں مگر آپ نے صرف اور صرف اسلام پھیلانے اور دین کے جھنڈے کو دنیا بھر میں بلند کرنے کی سعادت کے حصول کیلئے علمی کمال حاصل کیا۔ ۲۵ سال مسلسل بغداد میں رہ کر علوم متداولہ میں کمال حاصل کیا اور اس درجہ کیا کہ بے شمار ضخیم سے ضخیم کتب نادرہ اپنے ذہن ودماغ میں محفوظ کرلیں۔ تحریر وتقریر میں ید طولیٰ حاصل کیا، دنیا کے بے مثل عالم بنے مگر عبادت وریاضت میں برابر منہمک رہے علم وفضل کی بھی تکمیل کرتے رہے اس وقت کی دنیا میں روئے زمین پر آپ سا کوئی صاحب کمال عالم وفاضل نہ تھا۔ کونسا علم ہے جس پر آپ کو دستگاہ کامل نہ تھی۔ آپ نے فضل وکمال میں یکتائے زمانہ بن جانے کا شرف حاصل کیا۔ بزرگان دین فرماتے ہیں کہ بغداد میں اس وقت کی دنیا کا سب سے بڑا شہر تھا۔ اس کی ۱۹ لاکھ کی آبادی میں ۵۰ ہزار علماء اور فضلاء بستے تھے مگر آپ کا کوئی مثل وعدیل نہ تھا۔ آپ سب میں بے مثل تھے۔ اور سب پر فائق تھے اور یہ سب کچھ آپ نے رضائے الٰہی کی خاطر خدمت دین انجام دینے کی خاطر حاصل کیا تھا۔ آپ چاہتے تو حکومت وقت میں کوئی بڑے سے بڑا منصب بھی حاصل کرنا مشکل نہ تھا۔ مگر آپ نے بادشاہ وقت کی غلامی نہ کی۔ اس عہد کے خوشامدیوں کی طرح غلط کار حکمرانوں کی ہاں میں ہاں ملا کر کوئی دنیاوی وجاہت حاصل نہ کی وہ "تہذیب جسم" کی منزل طے کی جو "تہذیب روح" کی منزل میں قدم رکھنے سے پہلے طے کرنا ضروری ہے۔

شان خداوندی نے آپ کو "غوث الاعظم" بنا کر دنیا میں بھیجا تھا۔ پیران پیر کے منصب جلیلہ پر فائز کیا تھا آپ کو سرتاج اولیاء اللہ بنایا گیا تھا، اشاعت دین کے میدان میں آپ سے دنیا کی امامت کا کام لینا تھا لہٰذا آپ کو فارغ التحصیل ہو جانے کے بعد "تہذیب روح" کی طرف مائل کیا اور آپ اپنے مرشد کامل، استاد اور پیر طریقت رہبر شریعت حضرت شیخ ابوسعید المخزومی کے ارشاد اور تلقین سے جو اس وقت بغداد کے سب سے بڑے اساتذہ علوم میں سے ہونے کے علاوہ دنیا کے مانے ہوئے عظیم فقیہہ (ماہر قانون اسلامیہ) اور صاحب کرامت ولی اللہ تھے اور پچاس ہزار سے بھی زیادہ اہل علم کے استاد تھے۔ آپ کے بھی وہ استاد تھے۔ آپ نے عراق کے سنسان بیابانوں میں انسانی آبادی سے دور رہ کر خلوت واستغراق کے عالم میں بڑی بڑی ریاضتیں کیں۔

سالہائے دراز تک روزے رکھے، مدت ہائے دراز تک کچھ نہ کھایا، کبھی کبھار پتوں پر گزارہ کرلیتے۔ عبادت الٰہی میں محویت اور عشق رسول ﷺ سے سرشار عشق الٰہی میں فنا ہو گئے اپنی ہستی کو بھی بھلا دیا، قرب الٰہی کا مقام پالیا، اور کمال روحانیت حاصل کرلیا آپ خود فرماتے ہیں کہ خلوت گزینی کے ان ۲۵ برسوں میں بیابان عراق میں آپ اس قدر محو عبادت رہے کہ کبھی اس مدت میں انسان کی شکل نہ دیکھی البتہ کبھی کبھار جنات کے گروہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر فیض حاصل کرتے اور چلے جاتے۔ آپ نے بیابان عراق میں اس خلوت گزینی کے ۲۵ برسوں کے آخری لمحات میں عالم غیب سے یہ آواز آتے ہوئے سنی کہ "تم غوث الاعظم محبوب سبحانی قطب ربانی ہو" اب تم کمال پر پہنچ چکے ہو۔

اس طرح جب آپ نے بے پناہ عبادت وریاضت کے ذریعہ "تہذیب روح" کے میدان میں روحانیت کی اعلیٰ ترین منزل طے کرلی تو ایک روز غیبی آواز کے اشارے سے آپ نے اس بیابان کو چھوڑا جہاں آپ کو عبادت وریاضت کے استغراق میں ۵۵ سال گزر چکے تھے۔ اسی دوران شیطان لعین سے آپ کے بڑے معرکے ہو چکے تھے۔ آپ ہی بہ فیض رسالت پناہی (ﷺ) ان معرکوں میں شیطان پر غالب رہے۔ پھر اس متذکرہ غیبی آواز کے ذریعہ آپ کو حکم ہوا کہ بغداد شہر میں جاؤ اور رشد وہدایت کا سلسلہ

شروع کرو۔ بس اس عالم غیب سے آنے والی آواز کو سن کر آپ نے ۲۵ سال کے بعد دوبارہ بغداد کا رخ کیا۔ چلتے چلتے کیا دیکھتے ہیں کہ کوئی نحیف وضعیف راہ میں لیٹا ہوا ہے۔ وہ ''محی الدین'' کہہ کر آپ کو مخاطب کرتا ہے اور کہتا ہے کہ مجھے اپنے مقدس ہاتھوں سے اٹھا کر کھڑا کردو، آپ نے اس کو کھڑا کردیا تو وہ کہنے لگا کہ میں ''اسلام'' ہوں مجھے ان نام نہاد مسلمانوں نے اس طرح کمزور ونزار کردیا ہے اب تم نے مجھے کھڑا کردیا ہے یہ کہتے کہتے وہ نظروں سے اوجھل ہوگیا مگر آپ کو ''محی الدین'' کا (یعنی دین کا احساس کرنے والے) کے لقب سے ملقب کرگیا۔ آپ فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے میں نے اپنے لئے یہ نام ولقب نہ سنا تھا۔ اب آپ بغداد کے شہر میں داخل ہوئے فرماتے ہیں میری عجیب کیفیت تھی، راہ میں ہر ملنے والا میرا ادب کرتا اور مجھے ''محی الدین'' ہی کہہ کر پکارتا۔ جس روز آپ بیابان عراق سے پچیس سال کے بعد بغداد شہر میں داخل ہوئے تو جمعہ کا دن تھا۔ راستہ میں ایک مسجد پڑی آپ وہاں پہنچے تو ہر شخص آپ کا ادب واحترام کرتا تھا حتیٰ کہ نماز جمعہ بھی آپ کو ہی نے پڑھانے کی درخواست کی گئی۔ آپ نے نماز پڑھائی اور پھر وعظ فرمایا۔ شان عرفان کا یہ عالم تھا کہ درمیان وعظ جس شخص پر بھی نظر پڑ جاتی وجد میں آجاتا، پوری مجلس وعظ وجد میں آگئی اور ہر شخص کے قلب کو اس کے ظرف کے مطابق نور وروحانیت سے منور کردیا، کامل بنادیا کمال تک پہنچادیا۔ پورے چاردانگ بغداد میں آپ کی شہرت ہوگئی اور خلقت آپ کی طرف متوجہ ہوگئی۔ اس کے کچھ دن بعد ہی پھر حضور پاک ﷺ کی بشارت میں ملنے والے حکم کے اتباع میں شادی کی۔ جبکہ سن مبارک تریسٹھ سال ہوچکا تھا۔ یہ بشارت آپ کو مدینہ منورہ میں ہوئی۔ جب آپ حج کے بعد روضہ اقدس پر مدینہ میں حاضر ہوئے۔ پھر آپ نے بغداد میں اسی مقام پر جہاں اب آپ کا روضہ انور ہے۔ سکونت اختیار کی، ارشاد و مواعظ اور تبلیغ دین کا مشن شروع فرمایا۔ ہر روز عالم غیب سے آپ کو بعد نماز فجر جانماز کے نیچے سے کچھ دینار سرخ مل جاتے اور وہ اتنے ہوتے کہ آپ خوب غریب غرباء یتیموں، مسکینوں، بیواؤں اور نادار طالب علموں میں خرچ کر دیتے پھر بھی آپ کے خرچہ کیلئے بچ رہتے۔ آپ کا ہاتھ کبھی تنگ نہ ہوا۔ کبھی ساری عمر کسی سے لینے کی ضرورت نہ پڑی سب کو آپ دیتے، خوب کھلاتے پلاتے اور دین کی خدمت پر صرف کرتے، نو مسلموں کے نان نفقہ کا اہتمام کرتے، پھر آپ نے اپنی خانقاہی میں ایک عظیم روحانی دینی درس گاہ قائم کی، خود پڑھاتے اور روحانی تربیت فرماتے اور طالبات حق کو اپنے پاس سے کھلاتے۔ وقت کے بڑے بڑے آئمہ، غوث، قطب، ابدال، محدث، مفسر اور فضلائے روزگار پیدا کردیئے۔ اور ان سے بیعت لے کر اور انہیں اپنے روحانی سلسلہ قادریہ میں مرید کرکے دنیا بھر میں پھیلا دیا تاکہ وہ ہر دیار وامصار میں باکرامت طریقہ سے مؤثر طور پر تبلیغ اسلام کریں آپ کے سلسلہ سے وابستہ ان اولیاء اللہ نے ہر طرف دین کا ڈنکا بجا دیا اور بے شمار کفار ومشرکین حلقہ بگوش اسلام کرکے صداقت وروحانیت اسلام کا سکہ بٹھادیا۔

بعض ممالک میں آپ نے اپنے فرزندوں کو بھی غوث، قطب اور ابدال کے طور پر مامور ولایت فرمایا اور ان سے بھی باکرامت تبلیغ کا کام لیا۔

آپ کی حیات مقدسہ کا یہ پہلو طالبان حق کو یہ بتاتا ہے کہ بغیر روحانی تربیت کے روحانی کمال کا حصول دشوار ہے اور بغیر روحانی کمال کے ''تبلیغ'' کا وہ مشن مؤثر طریق پر کامیاب نہیں ہوسکتا جو سراسر انسانی روحوں کو دعوت حق کی طرف رجوع کرنے سے تعلق رکھتا ہے، روحانی کمال ہی کا دوسرا نام ''کرامت'' ہے، جو حضور سرور کونین ﷺ کے معجزات اور کمالات کا فیض ہے۔ ہر ولی اللہ کو اس کے منصب ولایت کے بقدر یہ فیضان ملتا ہے۔ آپ کو یہ فیضان

بدرجہ اتم حاصل تھا اس لئے کہ آپ خاص خاصان رسول ﷺ ہیں اور اولیاء اللہ کے سرتاج ہیں۔ آپ ہی کے فیض سے ہر ولی اللہ روحانی کمال سے فیضیاب ہوتا ہے۔ آپ نے اسی روحانی کمال یعنی شان کرامت سے قومیں کی قومیں پلٹ کر رکھ دیں اور انہیں کفر و گمراہی کے تاریک غاروں سے نکال کر نور مصطفوی ﷺ کی روشنی میں کھڑا کر دیا۔ دولت ایمان سے ان کے دامن کو بھر دیا۔ انہیں مسلمان کر دیا۔ دنیا کے گوشہ گوشہ سے صدائے لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ آنے لگی باطل کو سرنگوں کر دیا گیا اور دنیا میں کفر زیر ہو گیا۔

حضرت امام شیخ احمد الرفاعی رحمۃ اللہ تعالیٰ جو آپ کے جلیل القدر تلامذہ اور خلفاء میں سے ہیں، صاحب سلسلہ ہونے کے علاوہ علم حدیث کے بہت بڑے امام بھی ہوئے ہیں اور وہ اپنے وقت کے عباسی خلیفہ المتوکل باللہ کے استاد اور مرشد تھے۔ انہی کے فیضان روحانی کی برکت سے خلیفہ المتوکل باللہ نے اپنی ساری زندگی اور رسوخ امارت خدمت اسلام کے لئے وقف کر دی تھی اور خود درویشانہ اور فقیرانہ زندگی گزارتا تھا۔ یہ حضرت امام شیخ احمد الرفاعی رحمۃ اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا کارنامہ ہے۔ حضرت امام شیخ احمد الرفاعی رحمۃ اللہ تعالیٰ سیدنا غوث الاعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ کے صرف جلیل القدر شاگرد اور خلیفہ ہی نہ تھے بلکہ وہ آپ کے سب سے پہلے مورخ بھی ہیں کہ انہی نے غوث الاعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ کے مقدس حالات پر سب سے پہلی کتاب "مناقب غوث الاعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ" لکھی۔ انہوں نے آپ کے بے شمار واقعات کرامت بیان کئے ہیں۔ جن میں سے ہر واقعہ کرامت دنیا کے دیار و امصار میں بے شمار قوموں کو حلقہ بگوش اسلام کرنے کا موجب ہوا اور اسلام انقلابی رفتار سے پھیلا یعنی آپ کی کرامت دیکھ کر ایک ایک وقت میں اسی اسی ہزار بلکہ بعض دفعہ ڈیڑھ دو لاکھ کفار مشرکین مسلمان ہوئے حتیٰ کہ بعض مقامات عالم پر پوری قوم کی قوم آپ نے مسلمان کی۔ اور یہ آپ کا بے مثل روحانی کارنامہ ہے۔ یہاں اس مقالہ کی محدود گنجائش میں ان تمام واقعات کرامات کا احاطہ کرنا تو ممکن نہیں لہٰذا صرف ایک واقعہ کرامت کے بیان کرنے پر اکتفا کیا جاتا ہے یہ واقعہ بھی اسلام کی روحانی تاریخ میں کم اہمیت نہیں رکھتا کہ آپ کی شان کرامت سے دنیا کی ایک جنگجو قوم "کرد" حلقہ بگوش اسلام ہوئی اور پھر اس قوم نے تاریخ عالم کے بڑے بڑے مسلمان مجاہد پیدا کئے۔

اس باب میں حضرت امام شیخ احمد الرفاعی اپنی کتاب "مناقب غوث الاعظم" میں فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ سیدنا غوث الاعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ اپنے مریدین کے ساتھ عراق کے کردستانی علاقہ میں تبلیغ کیلئے تشریف لے گئے یہ پوری بستی کئی لاکھ افراد پر مشتمل تھی اور نصرانی مذہب رکھتی تھی، طبیعت کے لحاظ سے بھی بہت سخت تھی۔ سینکڑوں سال گزر جانے کے بعد بھی اس قوم کے لوگ عیسائی مذہب کے پیرو تھے۔ آپ نے ان کے مرکز میں پہنچ کر ان کے بڑے بڑے سرداران قبائل کو دین اسلام کی دعوت دی۔ آپ کی اس دعوت دین پر ان کا ایک بادشاہ پادری سامنے آیا اور وہ اس قوم کا بہت بڑا عالم مانا جاتا تھا۔ وہ کچھ عرصے سے بغداد اور مصر میں بھی رہ چکا تھا۔ اس لیے اس نے مسلمان علماء سے بعض حدیثیں بھی سنی ہوئی تھیں۔ آپ سے مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ آپ کے نبی (ﷺ) کی حدیث ہے جس میں انہوں نے فرمایا ہے کہ "میری امت کے علماء ربانی بنی اسرائیل کے پیغمبروں کے مثل لوگ ہوں گے۔

تو آپ نے فرمایا کہ تم کو اس میں کیا شک ہے؟ وہ کہنے لگا کہ بات یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کے پیغمبر تھے اور خدا نے ان کو یہ معجزہ دیا تھا کہ وہ ٹھوکر سے مُردوں کو زندہ کر دیتے تھے۔ اب اس حدیث کی رُو سے آپ حضور پاک ﷺ کی امت کے علماء میں سے ہیں لہٰذا بنی اسرائیل کے پیغمبروں کی مثل ہوئے لہٰذا وہ ٹھوکر

ہے مُردہ کو جلا دیتے تھے تو ہم تو جب جانیں کہ آپ بھی یہ کر دکھائیں۔ آپ نے فرمایا بلاشبہ ہمارے نبی ﷺ کے علمائے ربانی یعنی اولیاء اللہ کی یہی شان ہے۔ یہ تو کوئی مشکل بات نہیں تم کون سے مُردہ کو زندہ دیکھنا چاہتے ہو، ؟چنانچہ وہ پاس ہی کے ایک قبرستان میں آپ کو لے گیا اور اس نے ایک بہت پرانی سی قبر کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ اس مُردہ کو ایسا دیکھنا چاہتا ہوں۔ آپ اس قبر کے قریب گئے اور آپ نے بھی اس قبر کو ٹھوکر مارتے ہوئے فرمایا۔ کھڑا ہو جا" اور اس شخص کو بتا جو یہ چاہتا ہے فوراً ہی وہ قبر شق ہوئی اور وہ مردہ باہر سر نکال کر کھڑا ہو گیا اور آپ سے بآواز بلند اس نے "السلام علیکم" کہا اور کہنے لگا کیا قیامت آ گئی؟ آپ نے فرمایا نہیں، یہ تو صرف اس پادری کے استفسار کی بناء پر ایسا کیا گیا ہے۔ اس کو بتا تو کس دور کا آدمی ہے تو وہ کہنے لگا کہ میں حضرت دانیال علیہ السلام کے وقت کا ہوں اور انہی کا پیرو تھا، میں عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ سے بھی بہت پہلے کے دور سے تعلق رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ اس کو ہمارے دین کی حدیث پاک کے سلسلہ میں یہ صداقت دکھانی تھی، وہ کہنے لگا کہ یہ حدیث پاک برحق ہے۔ دین اسلام برحق ہے تمام انبیاء اس دین اسلام کی بشارت دیتے رہے، حضور ﷺ کی بشارت دیتے رہے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اچھا تم واپس قبر میں چلے جاؤ تم کو قیامت تک وہیں رہنا ہے۔ وہ قبر میں واپس چلا گیا۔ اور قبر حکم الٰہی سے پھر بند ہو گئی۔ اور آپ کی یہ شان کرامت دیکھ کر وہ پادری اور اس کی ساری کرد قوم جو کئی لاکھ افراد پر مشتمل تھی ماسوا چند گھرانوں کے سب کی سب مسلمان ہو گئی۔ اور یہ ایک ایسی جنگجو قوم تھی کہ جس سے آس پاس کے مسلمان سلاطین کے علاقے بھی جنگ و نبرد کے خطرات سے دوچار ہی رہتے تھے۔ فوجی لام بندی کے ذریعہ اس قوم کو زیر کرنا آسان نہ تھا۔ عباسی حکمران بھی اس قوم کے ہاتھوں تنگ تھے۔ مگر آپ کی روحانی کرامت نے انہیں صداقت اسلام کا ایسا عملی نمونہ دیا کہ وہ ساری کی ساری کئی لاکھ افراد پر مشتمل نصرانی قوم حلقہ بگوش اسلام ہو گئی۔ جس نے بعد کے دور میں بڑے بڑے فاتحانہ اسلامی کارنامے انجام دیئے، بیت المقدس کا فاتح سلطان صلاح الدین ایوبی اسی کرد قوم کا فرد تھا۔ اس کا باپ اسی دور میں اپنی برادری کے ساتھ مسلمان ہو کر آپ سے بیعت ہوا تھا۔ جو بعد میں شام کے زنگی سلاطین کا بہت بڑا فوجی جرنیل ہوا۔ اسی نے ایک بار بغداد حاضر ہو کر اپنے دس سالہ بیٹے صلاح الدین ایوبی کو آپ کی خدمت بابرکت میں پیش کیا تھا۔ اور عرض کیا تھا کہ یا حضرت اس کے سر پر ہاتھ رکھ دیں اور دعا فرما دیں کہ یہ اسلام کا عظیم مجاہد اور فاتح بنے۔ چنانچہ آپ نے اس بچہ (صلاح الدین ایوبی) کے سر پر دست مبارک پھیرا اور دُعا فرمائی اور پھر کہا کہ انشاء اللہ بچہ تاریخ عالم کی ایک عظیم نامور شخصیت ہو گا۔ اور خدا تعالیٰ اس کے ہاتھ سے بہت بڑی اسلام کی فتح کرائے گا۔ چنانچہ تاریخ عالم نے پھر دیکھا کہ سلطان صلاح الدین ایوبی جو سلطان نور الدین زندگی کی افواج کا ترقی پا کر جرنیل بنا اور پھر صلیبی جنگوں کے دوران سلطان کی اچانک وفات کے بعد سلطان بنایا گیا اور سلطان بن جانے کے بعد سلطان صلاح الدین ایوبی نے جو عظیم کارنامے انجام دیئے تاریخ اسلام کا زرین باب ہیں۔ صلیبی جنگوں میں بیت المقدس اسی کے ہاتھ سے فتح ہوا اور یورپ کے بڑے بڑے عیسائی بادشاہوں کا لشکر بھی اس کی مجاہدانہ شان کے سامنے نہ ٹھہر سکا۔ سلطان صلاح الدین ایوبی نے جنگ صلیب میں سارے یورپ کو ہرا دیا۔ اور یہ سب فیض غوث الاعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شان کرامت اور دعاؤں کا نتیجہ تھا کہ تاریخ عالم کا اس فتح مبین کے بعد سارا نقشہ بدل گیا اور ملت اسلامیہ کو بڑی سربلندی حاصل ہوئی۔

آپ کا دستور تھا کہ آپ ہفتہ میں دو بار اپنی خانقاہ ہی کے سامنے بغداد شریف میں دعوت دین کیلئے وعظ فرماتے اور ہر مذہب

...ہونے کی صدائے عام ہوتی، جب آپ ... کو چار سو جید علماء کاغذ اور قلم دوات لے کر آپ کے وعظ کی مجلس میں بیٹھتے اور آپ کا فرمایا ہوا ایک ایک لفظ قلمبند کرتے۔ دوران وعظ آپ بڑے بڑے اسرار الٰہی بیان فرماتے، اولیاء اللہ کہتے ہیں کہ جب آپ وعظ فرماتے تو اسرار الٰہی کا پردہ آپ کی نظروں سے ہٹا دیا جاتا۔ آپ قرآن پاک کی ایک ایک آیت کو پچاس پچاس علوم کی روشنی میں سامعین کو سمجھاتے اور بڑے بڑے سائنس وحکمت کے حکماء یعنی اہل سائنس آپ ہی کے وعظ سے مستفید ہو کر رہبری پاتے۔ وعظ کی مجلس میں بے شمار خلقت ہوتی، بعض بعض دفعہ ایک ایک لاکھ سے بھی زائد افراد جلسہ وعظ میں شریک ہوتے اور یہ آپ کی شان کرامت تھی کہ ہر طرف آواز یکساں طور پر جاتی۔ آپ کے بیان معرفت نظام کے سبب پوری مجلس پر وجدانی کیفیت طاری رہتی تھی حتیٰ کہ بعض لوگ تاب نہ لا کر جاں بحق ہو جاتے اور بہت سے غیر مسلم بعد ختم وعظ آپ کے دست مبارک پر اسلام قبول کرتے اور بہت سے خارجی اور معتزلی اپنے گمراہ کن عقائد سے تائب ہو کر اتباع سنت اختیار کرتے۔ آپ کی خانقاہ کے سامنے ایک درخت تھا کبھی کبھی آپ مجلس وعظ میں اس درخت کی طرف اشارہ کر کے تنبیہ کے الفاظ انتہائی غیظ وغضب کی حالت میں فرماتے۔

آپ کے اس دور کا عباسی حکمران معتضد باللہ تھا۔ اگرچہ وہ حکمتی علوم (سائنس) میں بڑا ماہر تھا حتیٰ کہ محکمہ حسابات (AUDIT & ACCOUNTS) دنیا میں سب سے پہلے اسی نے قائم کیا تھا اقتصادیات کے علم کا بھی اسی کو بانی سمجھا جاتا ہے۔ مگر باوجود اس علم وفضل کے وہ معتزلہ کی روش پر چل پڑا تھا۔ اس کے دربار میں کئی معتزلی وزیر ہو گئے، وہ انہی کے اثر سے معتزلی عقیدہ رکھتا تھا۔ مگر اس کے دربار میں ایک وزیر ایسا بھی تھا۔ جو آپ سے بے حد عقیدت رکھتا تھا اور وہ وزیر کی بھی بڑی بات مانتا تھا مگر اس پر زیادہ اثر معتزلہ ہی کا غالب تھا۔ اور معتزلی کا فرق روحانیت اور کرامات وغیرہ کی باتوں کا مخالف تھا لہٰذا وہ لوگ آپ سے عداوت رکھتے تھے اور کبھی کبھار اس کو ورغلاتے اور آپ کے خلاف بھڑکاتے اور دلیل یہ دیتے کہ آپ اپنے وعظ میں جب درخت کی طرف غصہ سے اشارہ فرماتے ہیں تو اشارہ خلیفہ ہی کیطرف ہوتا ہے۔ اس لئے خلیفہ کو آپ سے بدظن کر دیا۔ مگر ایک روز اس وزیر نے جو آپ کا معتقد تھا اور خلیفہ کا استاد بھی رہ چکا تھا خلیفہ کے اس طور کو بھانپ لیا اور اس نے اس کو تنہائی میں سمجھایا کہ دیکھو! غوث پاک بہت بڑے ولی اللہ ہیں، ان سے عداوت رکھنا بربادی کی علامت ہے، بہتر تو یہی ہے کہ ان سے بقائے سلطنت کیلئے دعا لو، یہ بات اس کی سمجھ میں آ گئی اور وہ کہنے لگا کہ پھر کیا کروں اس وزیر نے کہا کہ ایسا کرو کہ کسی روز ان کی مجلس وعظ میں حاضری دو اور ان سے دعا کیلئے عرض کرو، وہ کہنے لگا کہ اچھا تو پھر کسی روز چلیں۔ اور پھر وہ ایک روز اسی وزیر کے ہمراہ چل پڑا اور چلتے چلتے تھیلی دینار سرخ (اشرفی) سے لبریز بھی اس نظریہ سے نذر گزارنے کیلئے لے گیا۔ کہ اگر انہوں نے یہ قبول کر لیا تو پھر میری ان سے کوئی عقیدت نہ ہوگی اور اگر نہ قبول کی تو پھر میں انہیں مان جاؤں گا کہ بے شک یہ بہت بڑے ولی اللہ ہیں۔ چنانچہ وہ سونے کے سکوں سے لبریز تھیلی لے کر اپنے وزیر کے ہمراہ آپ کی مجلس میں وعظ میں حاضر ہوا اور آگے آ کر بیٹھ گیا۔ وعظ سنتا رہا اور جب آپ نے وعظ ختم فرمایا تو اس نے آگے بڑھ کر ادب سے سلام کیا اور تھیلی پیش کی۔ آپ نے دونوں ہاتھوں سے تھیلی تھام لی اور اس کو لیموں کی طرح نچوڑتے رہے، تھیلی کو آپ نچوڑتے جاتے تھے اور اس میں سے خون ٹپکتا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ وہ ساری تھیلی خالی ہو گئی اور فرش پر اس جگہ خون ہی خون پھیل گیا۔ پھر آپ نے خلیفہ کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ۔

اے معتقد! شرم کر، یہ خلقِ خدا کا خون ہے جو تو نے ظلم سے اکٹھا کیا، افسوس! تو خود بھی یہ کھاتا ہے اور ہمیں بھی یہ کھلانا چاہتا ہے۔ کیا تو آخرت کے مواخذہ سے نہیں ڈرتا، خدا کی پکڑ بڑی سخت ہے۔ کیا تو آخرت کے مواخذہ سے نہیں ڈرتا، خدا کی پکڑ بڑی سخت ہے، بہتر ہے موت سے پہلے توبہ کر لو، لقمہ حرام سے پرہیز کرو، بدعقیدگی چھوڑ دو، توبہ کر کے راہ حق اختیار کرو۔ عشق رسول ﷺ سے سرشار ہو کر اولیاء اللہ کی اتباع کرو، شریعت کے پابند ہو جاؤ اور عدل وانصاف سے کام کرو، کسی پر ظلم نہ کرو بس اسی میں تمہاری بہتری ہے ورنہ خدائے تعالیٰ کی پکڑ بہت سخت ہے، یاد رکھو! موت کے بعد بہت سخت محاسبہ ہوگا، اللہ سے ڈرو ورنہ بروز حشر مشکل میں پڑ جاؤ گے۔

آپ کی شان کرامت کا یہ نظارہ دیکھ کر اس پر ہیبت طاری ہو گئی۔ اس کے جسم پر لرزہ طاری ہو گیا۔ اور آپ کے عارفانہ نصائح سن کر زار و قطار رونے لگا، اور روتے روتے اس کی ہچکیاں بندھ گئیں، آپ نے اپنا دست مبارک اس کی پیٹھ پر رکھا تو اس کو سکون آیا اور فی الفور آپ کے دست مبارک پر اس نے اپنی پچھلی زندگی سے توبہ کی پھر آپ سے "سلسلہ قادریہ" میں بیعت ہوا۔ اور عرض کرنے لگا کہ یا حضرت! بس اب میں تخت و تاج سے دستبردار ہو جاؤں گا اور گوشہ عزلت میں بیٹھ کر بقیہ العمر عبادت و ریاضت میں گزار دوں گا۔

آپ نے فرمایا اے معتقد! تو تخت و تاج بھی قائم رکھ اور دل میں خوف خدا رکھ کر عدل وانصاف کے ساتھ حکومت کر شریعت کا پابند ہو جا اور دین حق کی خدمت کر۔

چنانچہ بیان کیا جاتا ہے کہ پھر وہ ایسا نیک، زاہد فرزندوں کو دنیا کے دور دراز ممالک میں غوث و قطب بنا کر کفار و مشرکین کو مسلمان کرنے کیلئے بھجوا دیا۔ کسی کو آپ نے ممالک افریقہ و یورپ میں اور کسی کو دیار ایشیاء میں مامور فرمایا۔ اس وقت اسپین میں بھی مسلمانوں کے قبضہ میں یورپ کی ایک اسلامی سلطنت تھی۔ اس کی بھی اصلاح فرمائی۔ مشرقی یورپ میں اسلام آپ ہی کے مامورین نے پھیلایا، یورپ کا ملک البانیہ آپ ہی کی تبلیغ سے مسلمان ہوا اور اس کے آس پاس کے علاقوں میں بھی آپ ہی کے مشن کے ذریعہ اسلام پھیلا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ آپ نے کئی حج کئے جب پہلی بار حج کو گئے اور مناسک حج ادا کر کے جب روضہ اقدس پر مدینہ منورہ میں حاضری دی اور مواجہ میں کھڑے ہو کر عرض کیا السلام علیکم یا رسول اللہ تو اندر روضہ اقدس سے آواز آئی۔ "وعلیکم السلام یا غوث الاعظم محبوب سبحانی، قطب ربانی" یہ وہی القاب تھے جو آپ نے بیابان عراق میں اپنے محویت و استغراق کے آخری دور میں سنے تھے، جس کے بعد آپ کی مقبولیت ایسی بڑھی کہ جس کا کوئی اندازہ نہیں کر سکتا۔ سب جن و بشر آپ کو اپنا "شیخ" یعنی پیر پیراں پکارنے لگے اثر وتاثیر میں اللہ نے آپ کو حریت اسلام کی تیز دھار تلوار بنا دیا۔ جو ہر ہیولائے کفر کو کاٹتی چلی گئی۔ اسلام خوب پھیلا اور اہل اسلام کو سر بلندی حاصل ہوئی۔ بہت سے ممالک میں آپ نے خود جا کر اسلام پھیلایا اہل مراکش کے تذکروں میں آیا ہے کہ آپ مراکش بھی آئے اور وہاں سے آپ نے افریقہ کے بہت سے ملکوں میں اسلام پھیلانے کیلئے "مشن بھجوائے۔ اولیاء اللہ مامور کئے۔ الجزائر کے ساحلی پہاڑوں میں بسنے والے تمام مظاہر پرست آپ ہی کے دست مبارک پر مشرف بہ دعابد، عادل ومنصف، خدا ترس اور درویش صفت حکمراں ہوا، کہ ساری خلقت اس سے عقیدت رکھنے لگی اور اس کے حکم کو ماننا باعث سعادت سمجھنے لگی، اس کی نیکو کاری اور عدل شعاری سے سلطنت کو بھی بڑی ترقی حاصل ہوئی، خدائی تعالیٰ نے ملک اور اہل ملک کو خوشحال کر دیا۔ تاریخ کا مطالعہ کرنے والے جانتے ہیں کہ اس دور عباسی سلطنت کوئی چھوٹی موٹی سلطنت نہ تھی،

وملت کے آدمی کو شریک ہونے کی صدائے عام ہوتی، جب آپ وعظ فرماتے تو چار سو جید علماء کاغذ اور قلم دوات لے کر آپ کے وعظ کی مجلس میں بیٹھتے اور آپ کا فرمایا ہوا ایک ایک لفظ قلمبند کرتے۔ دوران وعظ آپ بڑے بڑے اسرار الٰہی بیان فرماتے، اولیاء اللہ کہتے ہیں کہ جب آپ وعظ فرماتے تو اسرار الٰہی کا پردہ آپ کی نظروں سے ہٹا دیا جاتا۔ آپ قرآن پاک کی ایک ایک آیت کو پچاس پچاس علوم کی روشنی میں سامعین کو سمجھاتے اور بڑے بڑے سائنس و حکمت کے حکماء یعنی اہل سائنس آپ ہی کے وعظ سے مستفید ہو کر رہبری پاتے۔ وعظ کی مجلس میں بے شمار خلقت ہوتی، بعض بعض دفعہ ایک ایک لاکھ سے بھی زائد افراد جلسہ وعظ میں شریک ہوتے اور یہ آپ کی شان کرامت تھی کہ ہر طرف آواز یکساں طور پر جاتی۔ آپ کے بیان معرفت نظام کے سبب پوری مجلس پر وجدانی کیفیت طاری رہتی تھی حتیٰ کہ بعض لوگ تاب نہ لاکر جاں بحق ہو جاتے اور بہت سے غیر مسلم بعد ختم وعظ آپ کے دست مبارک پر اسلام قبول کرتے اور بہت سے خارجی اور معتزلی اپنے گمراہ کن عقائد سے تائب ہو کر اتباع سنت اختیار کرتے۔ آپ کی خانقاہ کے سامنے ایک درخت تھا کبھی کبھی آپ مجلس وعظ میں اس درخت کی طرف اشارہ کر کے تنبیہ کے الفاظ انتہائی غیظ و غضب کی حالت میں فرماتے۔

آپ کے اس دور کا عباسی حکمران معتضد باللہ تھا۔ اگرچہ وہ حکمتی علوم (سائنس) میں بڑا ماہر تھا حتیٰ کہ محکمہ حسابات (AUDIT & ACCOUNTS) دنیا میں سب سے پہلے اسی نے قائم کیا تھا اقتصادیات کے علم کا بھی اسی کو بانی سمجھا جاتا ہے۔ مگر باوجود اس علم و فضل کے وہ معتزلہ کی روش پر چل پڑا تھا۔ اس کے دربار میں کئی معتزلی وزیر ہو گئے، وہ انہی کے اثر سے معتزلی عقیدہ رکھتا تھا۔ مگر اس کے دربار میں ایک وزیر ایسا بھی تھا۔ جو آپ سے بے حد عقیدت رکھتا تھا اور وہ وزیر کی بھی بڑی بات مانتا تھا مگر اس پر زیادہ اثر معتزلہ ہی کا غالب تھا۔ اور معتزلی کا فرق روحانیت اور کرامات وغیرہ کی باتوں کا مخالف تھا لہٰذا وہ لوگ آپ سے عداوت رکھتے تھے اور کبھی کبھار اس کو ورغلاتے اور آپ کے خلاف بھڑکاتے اور دلیل یہ دیتے کہ آپ اپنے وعظ میں جب درخت کی طرف غصہ سے اشارہ فرماتے ہیں تو اشارہ خلیفہ ہی کیطرف ہوتا ہے۔ اس لئے خلیفہ کو آپ سے بدظن کر دیا۔ مگر ایک روز اس وزیر نے جو آپ کا معتقد تھا اور خلیفہ کا استاد بھی رہ چکا تھا خلیفہ کے اس طور کو بھانپ لیا اور اس نے اس کو تنہائی میں سمجھایا کہ دیکھو! غوث پاک بہت بڑے ولی اللہ ہیں، ان سے عداوت رکھنا بربادی کی علامت ہے، بہتر تو یہی ہے کہ ان سے بقائے سلطنت کیلئے دعا لو، یہ بات اس کی سمجھ میں آ گئی اور وہ کہنے لگا کہ پھر کیا کروں اس وزیر نے کہا کہ ایسا کرو کہ کسی روز ان کی مجلس وعظ میں حاضری دو اور ان سے دعا کیلئے عرض کرو، وہ کہنے لگا کہ اچھا تو پھر کسی روز چلیں۔ اور پھر وہ ایک روز اسی وزیر کے ہمراہ چل پڑا اور چلتے چلتے تھیلی دینار سرخ (اشرفی) سے لبریز بھی اس نظریہ سے نذر گزارنے کیلئے لے گیا۔ کہ اگر انہوں نے یہ قبول کر لیا تو پھر میری ان سے کوئی عقیدت نہ ہوگی اور اگر نہ قبول کی تو پھر میں انہیں مان جاؤں گا کہ بے شک یہ بہت بڑے ولی اللہ ہیں۔ چنانچہ وہ سونے کے سکوں سے لبریز تھیلی لے کر اپنے وزیر کے ہمراہ آپ کی مجلس میں وعظ میں حاضر ہوا اور آگے آ کر بیٹھ گیا۔ وعظ سنتا رہا اور جب آپ نے وعظ ختم فرمایا تو اس نے آگے بڑھ کر ادب سے سلام کیا اور تھیلی پیش کی۔ آپ نے دونوں ہاتھوں سے تھیلی تھام لی اور اس کو لیمو کی طرح نچوڑتے رہے، تھیلی کو آپ نچوڑتے جاتے تھے اور اس میں سے خون ٹپکتا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ وہ ساری تھیلی خالی ہو گئی اور فرش پر اس جگہ خون ہی خون پھیل گیا۔ پھر آپ نے خلیفہ کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ۔

اے معتضد! شرم کر، یہ خلق خدا کا خون ہے جو تو نے ظلم سے اکٹھا کیا، افسوس! تو خود بھی یہ کھاتا ہے اور ہمیں بھی یہ کھلانا چاہتا ہے۔ کیا تو آخرت کے مواخذہ سے نہیں ڈرتا، خدا کی پکڑ بڑی سخت ہے۔ کیا تو آخرت کے مواخذہ سے نہیں ڈرتا، خدا کی پکڑ بڑی سخت ہے، بہتر ہے موت سے پہلے توبہ کر لو، لقمہ حرام سے پرہیز کرو، بدعقیدگی چھوڑ دو، توبہ کر کے راہ حق اختیار کرو۔ عشق رسول ﷺ سے سرشار ہو کر اولیاء اللہ کی اتباع کرو، شریعت کے پابند ہو جاؤ اور عدل وانصاف سے کام کرو، کسی پر ظلم نہ کرو بس اسی میں تمہاری بہتری ہے ورنہ خدائے تعالیٰ کی پکڑ بہت سخت ہے، یاد رکھو! موت کے بعد بہت سخت محاسبہ ہوگا، اللہ سے ڈرو ورنہ بروز حشر مشکل میں پڑ جاؤ گے۔

آپ کی شان کرامت کا یہ نظارہ دیکھ کر اس پر ہیبت طاری ہو گئی۔ اس کے جسم پر لرزہ طاری ہو گیا۔ اور آپ کے عارفانہ نصائح سن کر زار و قطار رونے لگا، اور روتے روتے اس کی ہچکیاں بندھ گئیں، آپ نے اپنا دست مبارک اس کی پیٹھ پر رکھا تو اس کو سکون آیا اور فی الفور آپ کے دست مبارک پر اس نے اپنی پچھلی زندگی سے توبہ کی پھر آپ سے "سلسلہ قادریہ" میں بیعت ہوا۔ اور عرض کرنے لگا کہ یا حضرت! بس اب میں تخت و تاج سے دست بردار ہو جاؤں گا اور گوشہ عزلت میں بیٹھ کر بقیۃ العمر عبادت و ریاضت میں گزار دوں گا۔

آپ نے فرمایا اے معتضد! تو تخت و تاج بھی قائم رکھ اور دل میں خوف خدا رکھ کر عدل وانصاف کے ساتھ حکومت کر شریعت کا پابند ہو جا اور دین حق کی خدمت کر۔

چنانچہ بیان کیا جاتا ہے کہ پھر وہ ایسا نیک، زاہد فرزندوں کو دنیا کے دور دراز ممالک میں غوث و قطب بنا کر کفار و مشرکین کو مسلمان کرنے کیلئے بھجوا دیا۔ کسی کو آپ نے ممالک افریقہ و یورپ میں اور کسی کو دیار ایشیاء میں مامور فرمایا۔ اس وقت اسپین میں بھی مسلمانوں کے قبضہ میں یورپ کی ایک اسلامی سلطنت تھی۔ اس کی بھی اصلاح فرمائی۔ مشرقی یورپ میں اسلام آپ ہی کے مامورین نے پھیلایا، یورپ کا ملک البانیہ آپ ہی کی تبلیغ سے مسلمان ہوا اور اس کے آس پاس کے علاقوں میں بھی آپ ہی کے مشن کے ذریعہ اسلام پھیلا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ آپ نے کئی حج کیے جب پہلی بار حج کو گئے اور مناسک حج ادا کر کے جب روضہ اقدس پر مدینہ منورہ میں حاضری دی اور مواجہ میں کھڑے ہو کر عرض کیا السلام علیکم یا رسول اللہ تو اندر روضہ اقدس سے آواز آئی۔ "وعلیکم السلام یا غوث الاعظم محبوب سبحانی، قطب ربانی" یہ وہی القاب تھے جو آپ نے بیابان عراق میں اپنے محویت و استغراق کے آخری دور میں سنے تھے، جس کے بعد آپ کی مقبولیت ایسی بڑھی کہ جس کا کوئی اندازہ نہیں کر سکتا۔ سب جن و بشر آپ کو اپنا "شیخ" یعنی پیر پیراں پکارنے لگے اثر وتاثیر میں اللہ نے آپ کو حریت اسلام کی تیز دھار تلوار بنا دیا۔ جو ہر ہیولائے کفر کو کاٹتی چلی گئی۔ اسلام خوب پھیلا اور اہل اسلام کو سر بلندی حاصل ہوئی۔ بہت سے ممالک میں آپ نے خود جا کر اسلام پھیلایا اہل مراکش کے تذکروں میں آیا ہے کہ آپ مراکش بھی آئے اور وہاں سے آپ نے افریقہ کے بہت سے ملکوں میں اسلام پھیلانے کیلئے "مشن" بھجوائے۔ اولیاء اللہ مامور کیے۔ الجزائر کے ساحلی پہاڑوں میں بسنے والے تمام مظاہر پرست آپ ہی کے دست مبارک پر مشرف بہ وعابد، عادل و منصف، خدا ترس اور درویش صفت حکمراں ہوا، کہ ساری خلقت اس سے عقیدت رکھنے لگی اور اس کے حکم کو ماننا باعث سعادت سمجھنے لگی، اس کی نیکوکاری اور عدل شعاری سے سلطنت کو بھی بڑی ترقی حاصل ہوئی، خدائی تعالیٰ نے ملک اور اہل ملک کو خوشحال کر دیا۔ تاریخ کا مطالعہ کرنے والے جانتے ہیں کہ اس دور عباسی سلطنت کوئی چھوٹی موٹی سلطنت نہ تھی،

اپنے وقت کی دنیا کی سب سے بڑی سلطنت تھی، اس کی قلمرو میں تقریباً اس وقت کی آدھی دنیا شامل تھی۔ مشرقی یورپ کے علاقے بشمول یونان بھی اس کے باجگذار تھے، شمالی افریقہ اور ایشیاء کا بہت بڑا حصہ اس کے زیرنگیں تھا۔ ہندوستان کے آزاد اور خودمختار عظیم سلاطین بھی بغداد کے عباسی خلیفہ سے اپنی سند لینا فخر سمجھتے تھے۔

کروڑوں انسانوں کی رعایا پر مشتمل اتنی بڑی سلطنت کے حکمراں کی اصلاح کر کے اور اس کو شریعت کا پابند اور روحانیت کا علمبردار کر کے آپ نے ایک عظیم تعمیری انقلاب برپا کر دیا اور خلقت کے دلوں کو لذت آشنائے دین کر دیا۔

اس واقعہ کے بعد بے شمار خارجی اور معتزلی بھی اپنے گمراہ کن عقائد سے تائب ہو کر راہ مستقیم پر لگے اور ٹھیک ہو گئے۔ آپ کی نگاہ عرفان اثر نے انہیں کامل کر دیا اور خدمت دین پر لگا دیا۔ آپ کی باکرامت تبلیغ سے اسلام دنیا کے دور دراز گوشوں تک پھیل گیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بیٹیوں کے علاوہ گیارہ بیٹے عطا فرمائے جن میں سے ہر ایک آگے کے دور میں بے مثل زمانہ عالم ہونے کے علاوہ اپنے اپنے دیار کا غوث وقطب ہوا۔ جنوبی اور مشرقی مصر میں پرانے فراعنہ مصر کے خاندانوں کے بادیہ نشین قبائل کو آپ ہی نے جا کر مسلمان کیا بحر الہند کے جزائر سراندیپ، مالدیپ، میں بھی اسلام آپ ہی نے پھیلایا انڈونیشیا میں ملت اسلامیہ کو وسعت آپ نے ہی دی۔ آپ نے اپنے بعض فرزند اطراف سندھ اور نواح بلوچستان میں بھی بھجوائے تا کہ اسلام [illegible] سے پھ[illegible] چنانچہ آپ [illegible] ایک فرزند حضرت شاہ عبدالوہاب جیلانی رح[illegible] تعالیٰ علیہ کا مزار مقدس موجودہ شہر حیدرآباد سندھ کے شاہی قلعہ کے بالکل مقابل میں اب تک مرجع خلائق ہے اور اس عہد کی اس مقدس تاریخ کی یاد دلاتا ہے۔

آپ نے اسلام پھیلانے کیلئے اپنی توجہ سے بڑے بڑے اولیاء اللہ تیار کئے انہیں کمال روحانیت کے بڑے بڑے مقامات طے کرائے حضرت خواجہ غریب النواز اجمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے مرشد خواجہ عثمان ہارونی سے وابستہ ہونے سے قبل آپ ہی کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے اس وقت آپ کا سن مبارک نوے سال ہو چکا تھا اور حضرت خواجہ غریب النواز عمر کی بائیسویں منزل میں بالکل نوجوان تھے۔

آپ سے فیضیاب ہو کر پھر حضرت خواجہ عثمان ہارونی سے بیعت ہوئے اور یہ اشارہ آپ ہی کا تھا۔ اسی طرح حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بھی آپ نے فیضیاب کیا۔ اس کے علاوہ اپنی نادر اور گراں قدر تصانیف سے بھی علوم اسلامیہ کی شریعت وطریقت کی زبردست خدمت انجام دی۔ آپ کے فیض روحانیت سے ملت اسلامیہ کو بڑی تقویت حاصل ہوئی۔

آپ نے اپنے یوم وصال یعنی 11 ربیع الثانی ۵۶۱ھ مطابق ۱۱۶۳ تک اسلام کی برادری کی زبردست توسیع فرمائی اور مسلمان عزووقار میں سربلند ہوئے۔ آپ کا عالمگیر روحانی انقلاب ہمارے لئے مشعل ہدایت ہے۔ آپ نے اپنے ہرگونہ ظاہری وباطنی کمالات کے ذ[illegible] خدمت دین کے میدان میں یہ بھی درس دے دیا کہ اسلام کے شایان شان اسلام کو انقلابی رفتار سے باکرامت تبلیغ کے ذریعہ پھیلانے والا اسلام کا مبلغ ایسا ہونا چاہیئے اور یہ عظیم مشن صرف اولیاء اللہ ہی کا ہے، اور انہی کے نقش قدم پر چل کر دین کی مؤثر اور کامیاب تبلیغ کی جا سکتی ہے۔

الصلوٰۃ والسلام علیک یا سیّدی یا رسول اللہ

بفیضانِ نظر قطب الاقطاب حضور قبلہ عالم پیر سیّد علی حسین شاہ نقش لاثانی قدس سرہ النورانی

جامعہ انوار لاثانی

ناظرہ قرآن، حفظ قرآن
اور درس نظامی کی مثالی درسگاہ

سرپرست اعلیٰ حضرت علامہ مولانا پروفیسر محمد حسین آسی دامت برکاتہم العالیہ

جامعہ انوارِ لاثانی جو عرصہ اٹھارہ سال سے دین کی تبلیغ و ترویج میں دن رات کوشاں ہے سے بے شمار حفاظ قرآن اور درسِ نظامی سے فارغ التحصیل طلباء مختلف شہروں میں اپنے اپنے فرائض بحسن خوبی سرانجام دے رہے ہیں۔ جامعہ ھذا کی بڑھتی ہوئی مقبولیت کے پیش نظر مقامی اور بیرون شہروں سے آنے والے طلباء میں روز بروز اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے۔ جسکی وجہ سے ان کیلئے رہائش کی قلت آڑے آرہی ہے۔

لہٰذا مخیّر حضرات سے اپیل ہے کہ وہ بڑھ چڑھ کر اس نیک کام میں مالی تعاون فرمائیں تاکہ مدرسے کیلئے مزید جگہ خریدی جا سکے۔

دُعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جل شانہٗ ہمیں [illegible] اس نیک [illegible]م کی تکمیل کیلئے توفیق عطا فرمائے۔ اور مالی تعاون فرمانے والوں کو دنیا و آخرت میں کامیاب [illegible] [illegible]رائی [illegible] [illegible]ر فرما[illegible] آمین

حاجی اخلاق احمد

مہتمم جامعہ انوارِ لاثانی، نقش لاثانی نگر شکر گڑھ۔ فون نمبر 04344-451250

"ماہنامہ مجلۃ الحقیقہ "شکر گڑھ، رجسٹرڈ نمبر سی پی ایل=590

غوث الاغیاث، قطب الاقطاب، محبوب سبحانی، شہباز لامکانی، حضرت پُرنور سیدّنا

غوث الاعظم عبدالقادر جیلانی قدس سرہ النورانی کا سا

عرس مبارک

بتاریخ 23 جون

بروز اتوا

زیر سرپرستی

پیر طریقت رہبر شریعت

حضور قبلہ پروفیسر پیر **محمد حسین آسی** صاحب

نقشبندی مجددی

زیر صدارت

جناب

شجاعت علی مجاہد صاحب

مرکزی امیر شیران اسلام

بمقام

نقش لاثانی نگر شکر گڑھ

منجانب

شیران اسلام پاکستان